

35-ع

قریشی
سیرین

اسٹیشن

مقامی اینٹلائیٹ
سیو و سارہ

PAKISTANIPOINT

WWW.PAKISTANIPOINT.COM

عمران سیریز ۹۵

آئین سیش

مصنف
ایس قریش

قیمت

خط و کتابت وارڈز بھینے کا پتہ

ایوب اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ یاقوت آباد کراچی ۱۹

جملہ حقوق دہائی بنام مصنف محفوظ ہیں، اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور تشبیہ دی جانے والی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مماثلت محض اتفاقیہ ہوگی، جس کے لئے مصنف پر منظر، پبلشرز، ناشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

اس ناول کو نقل کر کے چھاپنے فالمانے یا ایڈیٹنگ ڈرانے کے لئے استعمال کرنے کیلئے مصنف کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جاتے گی، استحقاق کا حق صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

فضلی سنز آفٹ پریس اردو بازار
کراچی میں چھپی

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی بیعت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں

ادراپ ملاحظہ کیجئے آئیں اسٹیشن۔ اس سے پہلے آپ حدیث شیطان اور
مٹور ٹانگ پڑھ چکے ہیں اور آپ کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ان دونوں
ناولوں کو بے حد پسند کیا ہے۔ اس پسندیدگی کا شکریہ۔

یہ عمران سیریز کا اٹھانواں ناول ہے اسکے بعد اگلے ناول انفارمر تھانواں ناول
ہوگا اور اسکے بعد پلانٹیم جو بی نمبر (سواں ناول) بلیک بزنس ہوگا بلیک بزنس
مکمل ناول ہوگا اور یہ ضخیم ہوگا اور اسکی قیمت اکیس روپے ہوگی اسکے
ساتھ ہی دو بڑے ناول ہوگا اسپاٹے اسمیشروہ بھی خاص نمبر ہوگا اور اسکی قیمت
بھی اکیس روپے ہوگی تمام لائبریریوں یکساں اور ایجنٹ حضرات سے گزارش
ہے کہ وہ ان دونوں خاص نمبروں کے لئے فوری طور پر اپنے آرڈر سے مطلع
کر دیں تاکہ اس کے مطابق دونوں خاص نمبر روانہ کئے جائیں۔ شکریہ۔

والسلام
ایس۔ ق۔ لشکر

ایس قومی کے اب یہ ناول مل سکتے ہیں

سیریز	عمران سیریز	سیکڑٹ سروس
۴-۵۰	مرد مروری	۱۲-۰۰ موت کا تجربہ
۴-۵۰	بھانگ سایہ	۴-۵۰ بر ماروٹ
۴-۵۰	خطر خاک جواہری	۴-۵۰ بلیک کوئین
۹-۰۰	سہری انگلیاں	۹-۰۰ بھول ہاوس بارود
۹-۰۰	گمشدہ چہرہ	۹-۰۰ آتش کش مادی اس
۹-۰۰	سرخ دھن	۹-۰۰ ڈاکٹر سیٹھ
۹-۰۰	حادثوں کے شکار	۱۰-۵۰ نائٹ جرنل اول
۴-۵۰	دولت کے پیاری	۱۰-۵۰ دوئم
۴-۵۰	قاتل مصور	۱۰-۵۰ رنگ بول کا موجد اول
۹-۴۵	بر آدمی	۱۰-۵۰ " " دوئم
۹-۴۵	شعلے کے شکار	۵-۵۰ بلورینٹ
۵-۵۰	نیلا شعلہ	۵-۵۰ سیاہ چھوٹ
۵-۵۰	موت کا سایہ	۵-۵۰ بے چین دشمن
۵-۵۰	اک شہر کا ہنگامہ	۵-۵۰ اصل چہرہ
۵-۵۰	شک پر کی دالسی	۵-۵۰ برقی خیمہ
۵-۵۰	ڈھیر کی	۵-۵۰ سرخنگ
۵-۵۰	نور مارکن	۶-۰۰ دہشت کے دل والی
۵-۵۰	گولڈن کن	۶-۰۰ بلیک ہاوس
۵-۵۰	زیر کا شکار	۶-۰۰ مرقلا ٹیٹ
۵-۵۰	بلیک روٹ	۶-۰۰ بلیک باؤز
۵-۵۰	آوازہ جاسوس	۱۰-۵۰ نیم مودی موت
۵-۵۰	گیتوں کا دھواں	۴-۵۰ نکلا سٹ سیٹ
۶-۰۰	ہنسنے کی محبوبہ	۹-۰۰ ڈیجیٹل ڈیول
۶-۰۰	خطراتک ملان	۹-۰۰ خطرناک مہم
۶-۰۰	خبر لیگ کی	
۶-۰۰	شک پر کی کا ہنگامہ	
۶-۰۰	دھن کا قاتل	
۶-۰۰	لاش کی دالسی	
۶-۰۰	سیکڑٹ سروس	محدود تعداد میں موجود ہے
۶-۰۰	خطراتک موت	آج ہی طلب
۶-۰۰	آپریشن سپاٹے	فرمائیے

کراچی میں کراچی بک ڈپو ۸۴ اردو بازار سے طلب کیجئے

ایوب ایڈمی - یاقوت آباد کراچی ۱۹

گرین ویلج گولف اسٹےس میں میل کے فاصلے پر اور نارن سٹی سے تیس میل کے فاصلے پر ایک دیدنی درجہ کی آبادی تھی یہاں زیادہ تر وہ لوگ رہتے تھے جن کے گاتے اور بھینسوں کے باڑے تھے یا جین فارم لگے اور وہ سال کے بارہ مہینے انڈسٹریل مینڈیٹ اور ڈھول گولف اسٹےس اور نارن سٹی کے شہریوں کو مہیا کیا کرتے تھے۔

ہدف باری کے دنوں میں جبکہ سارے نسلی راستے بند ہو جاتے تھے یہ سیلابی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے برقرار رکھی جاتی تھی اس علاقے میں ایک پولیس اسٹیشن بھی تھا جس میں پولیس اسٹیشن کے انچارج ایفینڈنٹ بروک سمیت کل پانچ آدمیوں کا عملہ تھا۔ دو کانسٹیبل اور دو سپاہی۔ اور یہ عملہ بھی گاؤں کی ضروریات کے لئے زیادہ تھا اس لئے کہ یہاں کبھی کوئی واردات نہیں ہوتی تھی۔

گرین ویلج کے لوگ امن پسند اور محبت کرنے والے افراد تھے چار پانچ ہزار کی آبادی تھی اور تقریباً بہتر دوسرے سے پوری طرح واقف تھا۔

یہاں آنے والی ڈاک پر لوگوں کے پتے لکھے ہوتے نہیں ہوتے تھے صرف نام کے آگے گرین ویلج

نکھا ہوا ہوتا تھا کہنے کو یہ ایک گاؤں تھا مگر یہاں جدید دور کی ہر چیز موجود تھی۔ ریڈیو ٹیلی ویژن،
وڈیو کیسٹ ریکارڈر واشنگ مشین بجلی گیس غرض ہر وہ سہولت گرین ویلج کے باشندوں
کو میسر تھی جو کسی بھی جدید شہر میں رہنے والوں کو حاصل ہوتی ہیں اور اس کی ایک وجہ تھی۔
گرین ویلج میں رہنے والے کھیتی سے کم نہیں تھے ہر ایک کی اپنی گاڑیاں تھیں اور لاکھوں
کابنک بلینس تھا شہر سے ان کے روابط تھے اس لئے وہ ہر جدید سہولت اپنے لئے حاصل
کر لیا کرتے تھے مگر۔۔۔۔۔؟

برف باری کے دنوں میں وہ محصور ہو کر رہ جاتے تھے اور کوئی خاص کام ہوتا تھا۔
ہی وہ گولفا سٹی یا نادرن سٹی کا رخ کیا کرتے تھے اور یہ آمدورفت یہاں کا پیر سے ہوتی تھی کیونکہ
زمینی راستے مزدوش ہو جاتے تھے۔

لیفٹیننٹ بروک ابھی ابھی آکر بیٹھا تھا اور اسکے ماتحت سپاہیوں میں سے ایک نے حسب
اسکے لئے چائے لاکر میز پر رکھی تھی کہ وہ چونک پڑے میز پر رکھے ہوئے نیلے رنگ کے فون کو
گھٹئی پری تیز آواز میں بجی تھی۔

”ہیلو لیفٹیننٹ بروک۔“ اسنے رسیور کان سے لگا نیلے بعد کہا۔

”گرین ویلج۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

”ہاں۔ کیا بات ہے اور تم کون بول رہے ہو۔؟

”آپسٹر۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ تمہارے لئے کال ہے۔“

”کہاں سے کال آئی ہے۔؟ لیفٹیننٹ بروک نے سنہل کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”بات کرو۔“ دوسری جانب سے کہا گیا اور ایک ہی لمحے بعد دوسری طرف سے ایک حکمانہ

آواز سنائی دی تھی۔

”ہیلو۔ لیفٹیننٹ بروک ہیں ایس ایس کا انچارج مارٹن بول رہا ہوں۔“
 ”اوہ۔ مارٹننگ سیر۔ کیا حال ہیں سر؟“ لیفٹیننٹ بروک نے تیزی سے
 ایک ہی سانس میں کہا۔

”بھیک ہے۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ تمہارے علاقے میں امن ہے۔؟
 ”یس سر۔ کوئی خرابی نہ ہے۔؟“

”ہاں۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ پانچ مجرموں کا ایک گروہ وادی میں اتر رہا ہے۔“
 ”کیا۔؟“ لیفٹیننٹ بروک کے منہ سے نکلا۔

”وادی سے ممکن ہے وہ لوگ گرین ویلج کا رخ کریں۔“

”مگر یہ کیسے ممکن ہے سر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ وہ چھ ہزار۔۔۔۔“

”جو کہا جا رہا ہے اسے سنو۔“ دوسری جانب سے مارٹن کی غراتی ہوئی آواز آئی۔ اور

لیفٹیننٹ بروک جھرجھری لیکر رہ گیا۔

”یس سر۔ حکم۔؟ اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”وہ پانچوں بہت بڑے مجرم ہیں اور انکی زندہ یا مردہ گرفتاری بے حد ضروری ہے۔“

مارٹن کی سرد اور غراتی ہوئی آواز آئی۔ تم کو ان لوگوں کا پوری طرح سے خیال رکھنا ہوگا اور

جیسے ہی وہ گرین ویلج پہنچیں ان کو سچڑنے کی کوشش کرنا۔؟

”مگر سر کیا ضروری ہے کہ وہ اتنی بلندی سے گرنیکے بعد زندہ بھی بچے ہوں۔؟“

”کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔؟ مارٹن کی غراہٹ ابھری۔

”نو سر۔“ بروک نے کہا۔ مگر چھ ہزار۔۔۔۔“

”بکو اس مت کرو۔“ مارٹن کی غراہٹ ابھری۔

”فرض کر لیا سرکہ وہ زندہ وادی میں اتر گئے ہیں تب بھی کیا ضروری ہے کہ وہ گرین ویلج کا ہی رخ کریں۔؟ ممکن ہے وہ کسی اور طرف نکل جائیں۔؟“

”نہیں انکے پاس گرین ویلج جانیکے علاوہ اور کوئی چارہ کا نہیں ہے۔۔ مارٹن نے کہا۔ تمہارے پاس کا پیٹر موجود ہے نا۔؟“

”ہیں سر۔۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔

”ہیں تو ایسا کرو کہ تم اپنے ساتھ آدمی لیکر اس علاقے کو چیک کر ڈالو اگر وہ نظر آجائیں تو تم ان کو گھیرنے کی کوشش کرنا۔“

”اس علاقے میں کا پیٹر یہ جگہ نہیں آتا جا سکتا سر۔“

”مجھے علم ہے اسی لئے کہا ہے کہ انھیں گھیرنے کی کوشش کرنا۔“ مارٹن کی غراہٹ ابھر کر اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ نظر آجائیں تو اس وقت تک ان پر نظر رکھے رہنا جب تک انکے قریب کا پیٹر اترنے کی جگہ نہ مل جاتے۔۔“

”میں آپ کا مطلب سمجھ گیا سر۔“

”ٹھیک ہے۔“ مارٹن کی آواز آئی۔ دوپہر تک ہم وہاں پہنچ جاتیں گے اور اسکے بعد حدود ہی کہیں سینہال لیں گے۔“

”جو حکم سر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ مگر آپ کو علم ہے سر کہ اس کا زواہی کی اطلاع مجھے اپنے چیف کو بھی دینی پڑے گی۔؟“

”ہاں مجھے علم ہے اور تمہارا انچارج ان حالات سے باخبر ہے لو بات کر لو۔“

”لیفٹیننٹ بروک۔ فوراً ہی دوسری آواز سنائی دی۔ میں گر جانا نہ بول رہا ہوں۔“

”ہیں سر۔“ بروک نے ادب سے کہا۔

”مسٹر مارٹن نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرو۔“

”اوکے سر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔

”وہ بہت خطرناک تجربہ میں غیر ملکی جاسوس۔ تمہیں بے حد ہوشیاری سے کام لینا پڑے گا

اور تمہارے ساتھ آدمیوں کو مستح ہونا چاہیے۔“

”ہمارے پاس اسٹین گنیں بھی ہیں سر۔“

”بس تو روانہ ہو جاؤ۔“

”ایک بات پوچھوں سر؟ لیفٹیننٹ بروک نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”ہاں پوچھو۔ مگر جلدی۔“

”کیا وہ لوگ اتنی اونچائی سے گرنے کے بعد زندہ بچے ہوں گے سر؟“

”ہاں۔“ گر جانند کی آواز آئی۔ ان لوگوں نے ہیلیم جیکٹیں پہن رکھی تھیں اور وہ آرام

سے نیچے پہنچ گئے ہوں گے اور کچھ۔؟

”نفسر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

”کوئی خاص بات ہو تو اطلاع کرنا۔“ گر جانند کی آواز آئی۔ اگلے حکم تک تم سے ڈائریکٹ

لائن رہے گی آپس پر کوہدایت کر دی گئی ہے۔“

”اوکے سر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا اور فوراً ہی رابطہ منقطع ہو گیا بروک نے ریسور

رکھ کر طویل سانس لی اور چاتے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”کوئی خاص بات سر؟ ایک کانسٹیبل نے کہا۔

”ہاں۔“ بروک نے چاتے کا گھونٹ بھر نیچے بھرا کر کہا۔ ہمیں کچھ خبریوں کو تلاش کرنے

لئے آکس اسٹیشن چلنا ہے۔“

”مگر سر وہ مجرم وہاں کہاں سے اور کیسے پہنچ گئے۔؟“
 ”آسمان سے ٹپکے ہیں۔“ بروک نے کہا اور چاتے کے گھونٹ بھرنے لگا۔

”میں سمجھا نہیں سر۔؟“ کانٹیل نے کہا۔

”وہ ڈیٹر زون کے علاقے سے کود کر وہاں پہنچے ہیں۔“

”کیا۔؟“ کانٹیل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے سر۔؟“ دوسرے کانٹیل نے بھی کہا۔

”وہ لوگ مسلم جنگیٹیں پہنتے ہوتے ہیں۔“

”وہ کیا ہوتی ہیں سر۔؟“ ایک کانٹیل نے پوچھا۔

”وہ گیس والی جنگیٹیں ہوتی ہیں اور ہر جنگیٹ ایک انسان کا وزن قضا میں کسی

پیراشوٹ ہی کی طرح سنبھال سکتی ہے۔“

”وہ کوئی ڈاکر مار کر بھاگے ہیں سر۔؟“

”نہیں وہ غیر ملکی یا سوس ہیں۔“

”مافی کا ڈ۔؟“ کانٹیل کے منہ سے نکلا۔

”پھر تو وہ بہت خطرناک لوگ ہوں گے سر۔“ دوسرے نے کہا۔

”ہاں ہمیں پوری طرح مسلح ہو کر ملنا ہے۔“ اوشاتم کا پیڑ تیار کرو اور ہارڈی تم

اٹھیں گئیں اور ان کامیگنرین اسلحہ خانے سے نکال کر تیار کر لو۔“

”لیس سر۔“ دونوں کانٹیلوں نے کہا اور کمرے سے نکل گئے لیفٹیننٹ بروک

ان کے جانیکے بعد سیدھا ہوا اور فون اپنی جانب کھسکا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

”ہیلو ڈار لنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔

”لین ڈیٹر۔“ دوسری جانب سے ایک دلکش نسوانی آواز سنا دی۔

”میں ایک مہم پر جا رہا ہوں ڈارلنگ۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ اسلئے ممکن ہے میں لیج پر نہ آسکوں۔“

”کب اور کہاں جا رہے ہو ڈیٹر۔ کوئی خاصیات ہے کیا۔؟“

”ہاں!“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ ”کچھ میروں کو تلاش کر کے گرفتار کرنا ہے۔“

”کہاں گرین ویلج سے باہر جانا ہے۔؟“

”آئس اسٹیشن تک ڈیٹر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔

”مگر وہ علاقہ تو برف سے ڈھکا ہوا ہے ڈیٹر۔“ نسوانی آواز نے کہا تم وہاں تک کا پٹر

ہی پر جا سکو گے ٹھیک ہے نا۔؟

”ہاں ٹھیک ہے۔“ بچے اسکول سے آجائیں تو انہیں سمجھا کر لے کر دینا۔“

”بے فکر ہو ڈارلنگ سب ٹھیک ہو جاتے گا۔“

”اوکے۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔

”وش یو لڈ لک ڈارلنگ۔“ دوسری جانب سے کہا گیا پھر ایسا ہی لگا تھا جیسے ریسپور

پر دوسری جانب سے بوسہ لیا گیا ہو لیفٹیننٹ بروک کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھرتی اور

وہ ریسپور کر پڈل پر کھڑکڑاٹھ کھڑا ہوا ٹھیک اسی لمحے عمارت کے باہر سے پھٹ پھٹ کی سی آواز

سنا دی اسنے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ اس آواز کی وجہ جانتا ہو۔

عمارت سے باہر نکل کر وہ تھانے کے سامنے چہار دیواری کے اندر کھڑے ہوتے پہلی کا پٹر

کو دیکھنے لگا جس کے شکمے پوری رفتار سے چل رہے تھے۔

کا پٹر کے پاس ہی دونوں سپاہی اور دونوں کانٹیل کھڑے ہوتے تھے اسے باہر آتے دیکھ کر

ایک کانٹیل انکی طرف بڑھ آیا یہ کانٹیل ہارڈی تھا وہ کا پٹر کے پیچھوں کی دیکھ سے جھک کر چلتا ہوا

آگے آیا اور ییفینٹ بروک کو سلوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہمارڈی۔؟ بروک نے پوچھا۔

”اسٹین گئیں۔ میگنیزین اور دوسرے ضروری سامان کا پٹر میں پہنچا دیا گیا ہے سر۔“

ہارڈی نے بتایا صرف آپ کا انتظار تھا۔“

”دو رہنمائی لیں۔؟

”سب سے پہلے دو رہنمائی کا پٹر میں موجود ہیں۔“

پٹرول کی کیا پوزیشن ہے۔؟

”چھ سات گھنٹے پر واز کر کے اسٹیشن سے واپسی ہو سکتی ہے۔“

”گڈ۔“ ییفینٹ بروک نے کہا۔ ”تھانے کو لاک کرو اور چابی میسر کو دیدو۔“

”اوکے سر۔“ ہارڈی نے کہا اور عمارت میں گھس گیا پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا تو

اسکے ہاتھ میں ایک وزنی تالا تھا جسے اس نے تھانے کا صدر دروازہ بند کر کے لاک کر دیا اور

وہیں رکھی ہوئی ایک سائیکل پر بیٹھ کر تھانے کی چہار دیواری سے نکل گیا پھر اسکی واپسی سات

منٹ بعد ہوئی تھی۔

”کیا ہمارا۔؟ ییفینٹ بروک نے پوچھا۔

”میسر کو چابی دے کر میں نے بتلادیا ہے کہ آپ کسی اہم مہم پر جا رہے ہیں۔“ ہارڈی نے

کہا۔ ”شام تک واپسی ہو سکتی ہے۔“

”گڈ۔ آؤ چلو۔“ ییفینٹ بروک نے کہا اور وہ ایک ایک کر کے کا پٹر میں بیٹھ گئے

یفینٹ بروک نے پائیلٹ سیٹ سنبھالی تھی چند لمحوں بعد کا پٹر گرین ویلج پر پرواز کر رہا تھا

یفینٹ بروک نے کا پٹر کو گاؤں پر دو چکر دیتے اور پھر ایک سمت متعین کی اور کا پٹر

کو اس طرف ڈال دیا اب وہ تیزی سے اس بلند علاقے کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں اسے مجبوروں کو تلاش کر کے گرفتار کرنا تھا اور جسے آئس اسٹیشن کہا جاتا ہے سیلوں میں پھیلا ہوا جنگل بھی اکی کا حصہ تھا۔

کاٹس آرگے بڑھتا چلا گیا نیچے تیز دھوپ میں برف شیشے کی طرح چمک رہی تھی اور قصبے میں چلتی ہوئی گاڑیاں کھلوئے اور انسان بولے نظر آ رہے تھے لیفٹیننٹ کی ہدایت پر دو کانسیٹیل دو بیوں کے ذریعے نیچے کا جائزہ لے رہے تھے۔

وہ پانچوں ڈال سے ٹوٹے ہوئے آدمی طرح سے تیزی سے زمین کی طرف گر رہے تھے تیز ہوا انکے کانوں میں سیٹیاں بجا رہی تھی اور ایسا لگ رہا تھا جیسے ساری آنت اوچھڑی دگ گردے سب حلق میں آکھنیں گے۔

عمران ایک ایک سینکڑن رہا تھا جب اسے یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ نصف فاصلہ طے کر چکے ہیں اور ترقیہ نصف طے کرنے سے پہلے ہی انھیں حرکت میں آجانا چاہیے تو اسنے رسٹ واپس منہ کے قریب کی اور بولنے لگا۔

”میلو ایوری باڈی ایکس ٹو۔ اسٹارٹ۔“

”ہم تیار ہیں عمران صاحب۔“ ایکسٹو کے ماتحتوں کی آواز عمران کو اپنی رسٹ واپس پر

شناختی دی اور اسکے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”جیکٹ کے نیچے حصے میں نیلے رنگ کا ایک حلقہ لگا ہوا ہے... ہاں ٹھیک اب اس

حلقے کو تیزی سے کھینچ لو۔“

”میں حلقہ کھینچ رہا ہوں عمران صاحب۔“ صہرہ کی آواز آئی۔
 ”اوکے۔“ عمران نے کہا اور اسے بھی اپنی جیکٹ میں رکا ہوا حلقہ کھینچ لیا فوراً ہی ایسا لگا
 جیسے اسکے پیٹ پر جہاں جیکٹ کی بلیٹ بندھی ہوئی تھی ہزاروں چیونٹیاں رنگینے لگی ہوں
 اسکے ساتھ ہی پہنتی ہوئی جیکٹ پھولنے لگی اور آہستہ آہستہ ان کے نیچے گرنے کی رفتار کم
 ہوتی چلی گئی۔

عمران نے گردن اٹھا کر دیکھا اسکے ساتھی اس سے دس بارہ گز کے فاصلے پر فضا میں پرواز
 کر رہے تھے اسے پرواز کرنا ہی کہیں گے کیونکہ اب انکے نیچے گرنے کی رفتار سہ ہونے کے
 برابر تھی اور وہ اس طرح فضا میں ڈول رہے تھے جیسے کسی بڑے سوئمنگ پول میں تیرنے کا نظارہ
 کر رہے ہوں۔

عمران نے دونوں ہاتھ سر سے آگے کتے اور دونوں ٹانگوں کو ملا کر لٹکی شکل میں آیا
 ہی تھا کہ کسی راکٹ کی طرح اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتے لگائے فضا میں پرواز کرنے اور
 داتیں باتیں جانے کا ایک خاص انداز تھا چند لمحے بعد عمران جولیہ کے بالکل قریب پہنچ
 گیا اور بولا۔

”ہیلو جولیہ کیا حال ہے۔؟“

”بہت لطف آ رہا ہے عمران۔“ جولیہ نے کہا اسکے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔

”دیر ی گڈ۔“ عمران نے کہا۔

”دل چاہ رہا ہے عمران صاحب کہ اسی طرح پرواز کرتے ہیں صہرہ نے کہا وہ انکے

قریب ہی موجود تھا اسکے برابر میں غاور تھا اور اسکے آگے لغمانی۔“

”ہوش میں رہو مسٹر دفتر۔“ عمران نے مفسر کی مٹی پلیدی کرتے ہوئے کہا۔ کوئی دم جا رہا ہے کہ وہ لوگ ہیلی کاپٹروں میں آسہنچیں گے۔“
 پھر کیا کریں۔ ۹ جولائی نے پوچھا۔

”جس طرح میں کر رہا ہوں اسی طرح کرتے ہوئے میرے عقب میں آؤ۔“ عمران نے کہا۔
 اور پھر اسی طرح دونوں ہاتھ سر کے آگے کر کے ملاتے اور ٹانگوں کو سیدھا کر کے وہ آگے کی سمت پرواز کرنے لگا چند لمحوں کے بعد اسے مگر دیکھا وہ چاروں ہی اسی طرح سے اس کے عقب میں چلے آ رہے تھے عمران سامنے دیکھتے لگا۔

کافی دور نشیب میں اسے سبزہ نظر آ رہا تھا وہ یقیناً درخت ہی تھے جو بلندی کی وجہ سے سبزے کی طرح نظر آ رہے تھے عمران اسی طرف بڑھ رہا تھا کچھ دیر بعد اسے دونوں ہاتھ نیچے کی طرف کئے اور ٹانگیں موڑ کر اوپر اٹھادیں خود ہی وہ سیدھا جانے کی بجائے نیچے کچھ جانب ٹرہنے لگا۔

ان چاروں نے بھی یہی کیا اور عمران کے تعاقب میں ٹرہتے چلے گئے وہ اب اس جگہ سے بہت دور نکل آتے تھے جہاں اوپر سے گزرتے تھے۔ آہستہ آہستہ سبزہ چھوٹ کر درختوں کے شکل اختیار کرتا جا رہا تھا اور ہر چیز واضح ہوتی جا رہی تھی۔

دس منٹ بعد وہ درختوں کے اوپر پرواز کر رہے تھے اور عمران کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہا تھا جہاں وہ آرام سے اتر سکیں۔

یہاں درختوں کی بڑیں ڈھلوان پر تھیں اور برف اس طرح سیاٹ اور چکدار نظر آ رہی تھی کہ اگر وہ قدم رکھتے تو پھسل کر نشیب کی طرف چلے جاتے عمران کی تیز نگاہ نے ایک... جگہ تلاش کر لی یہ درختوں کے درمیان ایک شگاف سا تھا اور اس کے اندر سطح برف کچھ

سطح نظر آ رہی تھی۔

”عمران سمجھے دیکھو۔“ دفعتاً عمران کو جولیا کی آکا زرسٹ وایچ ٹرانسمیٹر پر سنائی دی

اور وہ چونک پڑا۔

ہاتھوں کی مدد سے وہ مڑا اور عقب میں دو رنگ نگاہیں دوڑانے لگا پھر وہ اس چیز کو دیکھنے میں کامیاب ہو ہی گیا جسے دیکھ کر جولیا چلائی تھی یہ ایک کاٹپر تھا جو بہت دور نظر آنے والے پہاڑ کی بلندی سے کچھ نیچے ایک نکلتے کی شکل میں نظر آ رہا تھا وہ اسی جگہ معلق محسوس ہو رہا تھا۔

”میرے سمجھے آؤ۔“ عمران نے رخ بدلتے ہوئے کہا اور تیزی سے درختوں کے شکاف کی طرف بڑھتے لگا لمحہ بہ لمحہ وہ شکاف سے قریب ہوتے جا رہے تھے ایک بار عمران نے رخ بدل کر کاٹپر کی طرف دیکھا تھا مگر وہ ابھی اپنی اسی جگہ معلق محسوس ہو رہا تھا جہاں چند لمحات قبل اسے دیکھا تھا۔

وہ شکاف کے اوپر پہنچ گئے اور عمران فضا میں پرواز کرتا ہوا وہاں کا جائزہ لینے لگا۔ یہ جنگل تھا اور یہاں برفانی درندے موجود ہو سکتے تھے یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ یہاں کوئی درندہ نہیں ہے عمران نے زرسٹ وایچ ٹرانسمیٹر اپنے منہ کے قریب کیا اور، انہیں ہدایت دینے لگا۔

”اب سبز رنگ کے ٹین پر انگلی رکھو اور اسے آہستہ آہستہ دباؤ اس طرح تم لوگ برف پر آرام سے اتر جاؤ گے۔ چلو شروع کرو۔“ عمران نے کہا اور خود بھی سبز رنگ کے ٹین پر انگلی رکھ دی فوراً ہی اسکے کالوں میں سرسبز ہڈ کی سی آکاں آئی اور وہ آہستہ آہستہ نیچے ہونے لگا۔

بالکل اس طرح جیسے کاٹھن لٹک کر نئے وقت زمین کی طرف جاتا ہے زمین پر قدم ٹکاتے ہی عمران نے چاروں ساتھیوں کی طرف دیکھا اور چونک پڑا خادو پھر فضا میں بلند ہو گیا تھا عمران نے فوراً ہی اسے پکارا۔

خادو۔ سبز ٹین پر انگلی رکھے رہو اور جیسے ہی زمین پر پہنچو اسے اندر کی جانب پورا دبا دو پہلے کی ہدایت شاید تمہیں یاد نہیں رہی ہیں۔

اوکے عمران صاحب۔ خادو کی آواز آئی اور چند لمحے بعد وہ ان کے پاس کھڑا تھا ان لوگوں کے جموں پر موجود جیکٹیں اب پھر پہلے جیسی حالت میں آگئی تھیں اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ غیر معمولی خاصیت رکھتی ہیں عمران نے ان چاروں کو دیکھا مسکرایا اور پھر سنجیدگہ سے بولا۔

تم لوگ اسی جگہ رکو اور درختوں کی آڑ میں اس طرح چھپ جاؤ کہ اوپر سے دیکھے جانے پر نظر نہ آسکو۔ جلدی کرو۔ بہر اپ۔

اور تم۔ جو لیانے پوچھا۔

میں ان کے کاٹھن کو دیکھتا ہوں۔ عمران نے کہا۔ تم لوگ اپنے اپنے رسٹ واپس چلنا

آن ہی رکھو گے تاکہ میری ہدایت سن سکو۔

اوکے عمران صاحب۔ ان لوگوں نے کہا اور عمران بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگا اس کا رخ اس جانب تھا جس طرف سے ڈھلوان شروع ہوتی تھی ڈھلوان کے پاس وہ ایک درخت کے تنے کی آڑ میں رک گیا پھر اس نے اپی کمر پر بندھے ہوئے قبیلے سے دو ہینڈلنگل اور اس طرف دیکھنے لگا جس طرف کاٹھن نظر آتا تھا۔

ایمران کے دشمنوں کیلئے ملاحظہ کیجئے اس ناول کا پہلا حصہ ڈورنٹ، دوسرا حصہ جیٹ شیطان۔

اب وہاں دو کا پٹر نظر آ رہے تھے اور دونوں کا رخ اسی جانب تھا وہ بڑی تیزی سے درختوں کے اس حقیقت کی طرف آ رہے تھے جو سیلوں کے رقبے میں پھیلے ہوئے جنگل کا ہر اول تھا عمران تیزی سے پلٹ پڑا۔

”کیا ہوا۔؟ جیسے ہی عمران ان کے قریب پہنچا جویا نے پوچھ لیا۔
 ”وہ دو کا پٹر ہیں۔ اور اسی جانب آ رہے ہیں۔“ عمران نے بتایا۔
 ”اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔؟“
 ”ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔“ عمران نے کہا۔ آگے بڑھ چلو جنگل کے اندرونی حصے ہی میں ہم ان سے محفوظ رہ سکیں گے۔“

”عمران ہمیں یہاں پر ہی رکنا چاہیے۔“ جویا نے کہا۔ یہاں ہم بہت آسانی سے ان لوگوں سے بچ سکتے ہیں۔“

”اچھا۔؟ عمران کا لہجہ طنز یہ تھا۔ وہ کس طرح سے۔؟
 ”یہاں اس شگاف کے علاوہ اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں وہ کا پٹر کو اتار سکیں یا آدمی نیچے آ سکیں۔“ جویا نے کہا۔ بس جیسے ہی وہ کا پٹر نیچے لائیں یا آدمی اتاریں ہم انہیں جھون دیں گے۔“

”واہ۔ واہ۔“ عمران طنز یہ انداز میں بولا۔ بہت عقلمندی کی بات کی ہے۔ جویا تمہیں تو اس مہم کا چیف ہونا چاہیے تھا۔“

”کیا میں نے غلط کہا ہے۔؟ جویا نے کہا۔

”آگے بڑھو۔“ عمران غرایا اور اس کا غراہٹ بلاوجہ نہیں تھا دونوں کا پٹر کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی تھی اور اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اب بہت قریب آچکے تھے اور کوئی دم میں

درختوں کے شکاف تک پہنچنے والے تھے۔

وہ آگے بڑھنے لگے سونچ کی تیز روشنی درختوں کی شاخوں اور پتوں سے چھن کر زمین تک پہنچ رہی تھی اور وہ آس پاس کی چیزیں بڑی آسانی سے دیکھ رہے تھے اسی لئے چند گز دور لے کے بعد انھیں وہ حرکت کرتے ہوئے سفید دھبے صاف نظر آگئے جو دس بارہ گز آگے ایک ڈھلوان پر موجود تھے وہ ٹھٹھک گئے۔

وہ صرف ٹھٹھک گئے بلکہ رک بھی گئے وہ دھبے اب واضح شکلیں اختیار کر چکے تھے اور یہی ہی انھیں انکی اصلیت کا پتہ لگا ان کے جسموں میں خوف کی پھریری دوڑ گئی تھی سر دلہریں سر سے پیرنگ پورے جسم کا احاطہ کرنے لگیں۔

وہ سفید دھبے برفانی ریچھ تھے بڑے بڑے سفید بالوں اور لمبے لمبے ناخوں والے درخت وہ ابھی تک ان کے وجود سے لاعلم تھے شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ ہوا ان درختوں کی جانب سے انکی طرف آرہی تھی اسی لئے وہ انسانی بو محسوس نہیں کر سکے تھے ورنہ وہ اب تک ان پر جھپٹنے کے لئے دوڑ پڑے ہوتے۔

عمران نے گنا ان کی تعداد کسی بھی طرح آٹھ دس سے کم نہیں تھی وہ نرم نرم برف میں اس طرح کھیل رہے تھے جیسے وہ برف نہ ہو ریت کا ڈھیر ہو عمران سوچنے لگا کہ وہ ان درختوں سے کیسے نمٹے کہ کا پیڑوں تک کوئی آواز نہ پہنچ پاتے۔

اُن آٹھ یا دس درختوں سے نمٹنا ان کے لئے زیادہ مشکل نہیں تھا اسٹین گن کے ایک یا دو برسٹ ان سب کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی تھے مگر اس طرح کا پیڑوں کو ان کی صحیح پوزیشن کا علم ہو جانا اور وہ شکاف سے فوجیوں کو اندر اتار کر ان کا تعاقب کر سکتے تھے جبکہ عمران یہ چاہتا تھا کہ انھیں یہ علم ہی نہ ہو سکے کہ وہ کہاں ہیں اور یہ جیب ہی ممکن تھا کہ جب وہ

خاموشی سے ان درندوں کو ٹھکانے لگا دیتے جبکہ بظاہر ایسا ہونا ناممکن نظر آ رہا تھا عمران کا ذہن ٹری تیزی سے کام کر رہا تھا۔

دفعتاً کان پھاڑ دینے والی کاٹپروں کے پروں کی پھر پھر ہسٹ انھیں اپنے سر پر سنائی دیا اور لیے ساختہ عمران کا سر اوپر اٹھ گیا مگر وہ سواتے درختوں کے پتوں اور شاخوں کے اور کچھ نہیں دیکھ سکا تھا۔

سورج کی کرنیں چھن چھن کر ضرور اندر آ رہی تھیں مگر پتوں اور شاخوں میں ایسے تنگاف نہیں تھے کہ کاٹپروا لے یا عمران ایک دوسرے کو دیکھ لیتے عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور برقی ریچھوں کی طرف دیکھا ہی تھا کہ چونک پڑا ان ریچھوں نے ان کو دیکھ لیا تھا اور وہ ان پر نگاہیں جماتے ہوئے تھے۔

درختوں پر چڑھ جاؤ ملیں کرو۔ عمران نے ایک قریب ترین درخت کا انتخاب کر کے اسکے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔

دوسرے ہی لمحے وہ سب تیزی سے درختوں کے تنے چکر مارا اوپر چڑھنے لگے عمران نے شانے سے اسٹین گن اتار لی تھی اور اسکی نال کا رخ ریچھوں کی جانب کر دیا تھا ایک ایک کر کے وہ چاروں درختوں پر چڑھ گئے جو لیا ٹھیک اس وقت درخت پر پہنچی تھی جب ایک ریچھ نے اس پر جست لگائی تھی۔

اگر صفدر نے جو لیا کے ہاتھوں کو پکڑا کر اسے اوپر نہ کھینچ لیا ہوتا تو ریچھا اس پر چھا ہی جاتا یہ اور بات تھی کہ عمران کو اس ریچھ پر ٹھپنا پڑتا۔ مگر جو لیا تو بچ نکلی مگر عمران نہ بچ سکا تھا۔

وہ جو لیا کو بچانے کے چکر میں درخت پر چڑھنے کا وقت گنوا بیٹھا اور جو لیا پر جست لگائی تو لا

ریچھ جھلا کر عمران پر جھپٹ پڑا عمران نے اسٹین گن کی مال سے ریچھ کے منہ پر ضرب لگائی ریچھ گھبرا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران نے مال سے اسٹین گن پکڑ لی اور اس کا کندہ ریچھ کی کھوپڑی پر دے مارا۔

ریچھ کے منہ سے خون اہٹ نکلی اور وہ دھم سے زمین پر گر پڑا عمران نے دوسرے ریچھ کی جانب دیکھا جو ان درختوں کے گرد گھوم رہے تھے جن پر وہ چاروں موجود تھے یہ موقع عمران کیلئے نعمت تھا وہ ذرا سامنے پیچھے کرا چھلا اور درخت کی سب سے نیچے والی شاخ پکڑ کر جمبول گیا۔

پھر اسے دونوں ٹانگیں تالبا بازی کھانے والے انداز میں اوپر اٹھائیں اور ان کو شاخ سے لپیٹ دیا پھر نیچے نظر ڈالی اور چونک پڑا اب گرا ہوا ریچھ نہ صرف کھڑا ہو گیا تھا بلکہ وہ اچھل اچھل کر اسے پکڑنے کی کوشش بھی کر رہا تھا اس ریچھ کے علاوہ اب دواور ریچھ وہاں پہنچ گئے تھے۔

عمران کو ٹانگیں سیٹ کر اوپر اٹھانے میں ذرہ بھر بھی دیر ہوئی ہوتی تو ان تینوں میں سے کوئی نہ کوئی ریچھ عمران کو دبوچ ہی لیتا عمران سنبھل کر اوپر چڑھا اور ایک مضبوط گدے پر بیٹھ گیا پھر اسے جویا صفر خاوار در نعمانی کی طرف دیکھا وہ بھی اسی کی طرف دیکھ رہے تھے عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

اس مصیبت سے کیسے نجات ملیگی۔ صفر نے عمران سے پوچھا وہ جس درخت پر تھا وہ عمران والے درخت سے قریب تھا اس لئے اسے پیچھے کی ضرورت نہیں پڑی تھی اور عمران نے اسکی آواز سن لی تھی۔

دیکھتے رہو۔ عمران نے کہا اور کان کا میٹر کی آوازوں پر نگاہ دینے کا اداب کافی دور

سے سناٹی دے رہی تھی لگ رہا تھا جیسے وہ جنگل کے اوپر دور دور تک پرواز کر رہے ہوں اس کا ایک ہی مطلب تھا اور وہ یہ کہ کا پیٹر والوں کو ابھی تک اس بات کا یقین نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں۔

عمران کا ذہن مسلسل سوچ رہا تھا اسے یہ ڈر بھی تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ درختوں کے اس شگاف میں فوجی نہ اتار دیں جس میں سے نکل کر وہ بیہات تک آئے تھے اگر ایسا ہو جاتا تو ان کیلئے بڑی پریشانی اٹھ کھڑی ہوتی پریشانی یہ نہ ہوتی کہ وہ دیکھ لیتے جاتے بلکہ پریشانی یہ ہوتی کہ آنے والے ان کی پوزیشن سے واقف ہو جاتے اور وہ ٹرا لنیٹر پر اس سے کا پیٹر والوں کو آگاہ کر دیتے۔

پھر کا پیٹر والے چاہتے تو اوپر ہی سے فائرنگ کر کے ان کا خاتمہ کر سکتے تھے دونوں میں سے ایک کا پیٹر گن شپ تھا اور وہ یہ کام آسانی سے انجام دے سکتا تھا مگر عمران کے پاس فی الحال رسک لینے کے علاوہ چارہ بھی کوئی نہیں تھا جب تک یہ ریسچو کا گروہ ہسٹ نہ جاتا وہ آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔

لیکن ان کو یہاں سے بھگانا بھی مشکل نظر آ رہا تھا نہ وہ ان پر فائرنگ کر سکتا تھا اور نہ ہی آگ جلا کر ان کو بھگا سکتا تھا کیوں کہ جب طرح فائرنگ کی آوازیں کا پیٹر والوں کو متوجہ کر لیتیں اسی طرح دھواں انھیں متوجہ کر لیتا۔

پھر کیا کیا جاتے؟ عمران کا ذہن مسلسل اسی نکتے پر سوچ رہا تھا مگر کوئی تدبیر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی دفعتاً وہ چونک پڑا۔

کا پیٹروں کی اور ہو جانے والی آوازیں نزدیک آنے لگی تھیں وہ بڑی تیزی سے قریب آ رہے تھے عمران نے کچھ سوچا اور بندر کی سی پھرتی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ آخر وہ

شاخ پر رک کر اسنے پتوں کو ہٹا کر ذرا سا شکاف بنا کر کاٹیر کی آنے والی آوازوں کی سمت دیکھا اور ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گیا۔

دونوں کاٹیر تیس چالیس گز کے فاصلے پر فضا میں ملحق تھے اور ان میں سے دو فوجی دیوبند کی مدد سے نیچے کا جائزہ لے رہے تھے۔

عمران نے ٹھنڈا سانس اسی لئے بھرا تھا کہ وہ ابھی تک ان کو نہیں دیکھ پاتے تھے مگر کیوں؟ عمران نے سوچا۔

کیا وہ اس وقت انہیں نہیں دیکھ سکے تھے جب وہ جیکٹوں کی مدد سے پرواز کرتے ہوئے اس طرف آ کر درختوں میں اترے تھے؟

دفعۃً دونوں کاٹیروں میں سے ایک پرواز کرتا ہوا آگے نکلا چلا گیا اسکی رفتار خاصی تیز تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی خاص بات رہی ہو جس کی وجہ سے وہ کاٹیر اتنی تیزی سے پلٹ کر دور ہوتا جا رہا تھا۔

پھر ایک میل کے قریب جا کر وہ پلٹا اس بار اسکی رفتار پہلے سے نہ صرف تیز تھی بلکہ وہ اس انداز میں آ رہا تھا جیسے حملہ کرنا چاہ رہا ہو۔

مگر وہ کس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ عمران نے سوچا اگر ان کو دیکھ لیا گیا ہوتا تو دوسرا کاٹیر بھی واپس چلا گیا ہوتا یا پھر وہ شکاف کے ذریعے فوجیوں کو اس طرف اتارنے کی کوشش کرتا مگر ایسا نہ ہونیکے باوجود گن شپ کے جھپٹے کا کیا مطلب تھا؟

عمران سوچ رہا تھا کہ گن شپ قریب پہنچ گیا اور اسکی سامنے کی سمت لگی ہوئی گنیں گر جینے لگیں۔

گولیوں کی ایک قطار ان کی طرف بڑھی تھی ٹھیک اسی لمحے جوبیا کی چیخ سنائی دی

اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

ان سب پر ایسا سناٹا طاری تھا جیسے موت نے ان کو چوم لیا ہوا اگر سانسوں کی یاد گشت نہ ہوتی تو ان پر اسٹیچو کا ہی گمان ہوتا وہ سب ہی تھمر کے بنوں کی طرح ساکت و صامت کرسیوں پر بیٹھے کافی کے مگدوں سے نکلنے والی گرم گرم بھاپ کو گھور رہے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

دفنٹا خاموشی میں کرسی کی چیر چاہٹ ابھری اور وہ سب اس طرح چونکے جیسے ان میں اب جان پڑی ہو انھوں نے ایک دوسرے کو خالی خالی نگاہوں سے گھورا اور پھر کافی کے مگدوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ان سب ہی نے بیک وقت مگ اٹھاتے تھے پھر کافی سب گرنے کی ہلکی ہلکی آواز پر گونجنے لگیں۔ کمرے میں موجود آتش دان میں پڑی ہوئی لکڑیاں سنگ رہی تھیں اور ان کی صحت نے کمرہ گرم کر رکھا تھا اور باہر چلنے والی تیز اور سرد ہواؤں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا کافی کے مگ نصف ختم کر نیچے بعد وہ پھر ایک دوسرے کو اس طرح سے دیکھتے لگے جیسے کسی دوسرے کے بولنے کے منتظر ہوں۔

اس وقت کمرے میں سیکرٹ سروس کا چیف مقامی سیکرٹ سروس بل ریچ کا چیف مارٹن مقامی خفیہ پولیس کا سربراہ گرجاندرہ کیٹین شوٹر، ڈاکٹر ہارس۔ میکس ویل اور ٹاکٹر ہارس کا ساتھی بروجر موجود تھے۔

”میرے سمجھ میں نہیں آیا چیف کہ عمران جیسے آدمی نے خودکشی کیوں کر لی۔؟“ دفعتاً کیٹین شوٹر نے سیکرٹ سرورس کے چیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”مایوسی ہر انسان کو خودکشی کی طرف لے جاتی ہے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کیٹین شوٹر کو دیکھتے ہوئے سر دلچسپی میں کہا۔

”کیا مطلب ہوا اس جملے کا۔؟ کیٹین شوٹر نے پوچھا۔

”اس وقت مسٹر عمران نے پاس خودکشی کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ کیونکہ اگر وہ وادی میں نہ کودتے تو پکڑ لے جاتے۔“

”پکڑے جانے کی صورت میں جان تو بچ سکتی تھی۔“ کیٹین شوٹر نے کہا۔

”کیا تم اس بات کی ضمانت دیتے ہو کیٹین شوٹر کہ پکڑے جانیکے بعد تم لوگ عمران کو زندہ رکھتے۔؟“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔

”اس بحث کو چھوڑ دو۔“ اگر جانندے کہا۔ یہ فصول کی بحث ہے۔“

”میں تو یہ بتا رہا تھا کہ جانندہ کہ عمران نے پکڑے جانیکے بعد پوچھ گچھ کے سلسلے میں دی جانے والی اذیتوں سے بچنے کے لئے خودکشی کو ترجیح دی ہے۔“

”ممکن ہے وہ زندہ ہوں۔؟“ میکس ویل نے کہا۔

”کیا تم احمق ہو مسٹر میکس ویل۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ کیا چھ ہزار فٹ کی بلندی سے گرنے کے بعد بھی کوئی زندہ بچا ہے۔؟

۱۔ عمران کی خودکشی کیلئے ملاحظہ کیجئے اس ناول کے سنٹی خیز حصے مرڈر ناٹ اول۔ ضبیت شیطان ، حصہ دوم برڈاکٹر ہارس کے سنٹی خیز اور ایکشن سے بھرپور دلچسپ کارناموں کیلئے پڑھیے ڈاکٹر ہارس گریٹ احمق ، موت کا ہر کارہ ، آخری ایکٹ ۔ مصنف ایس قریشی

، احمق تم بھی ہو ڈاکٹر مارس۔ میکس ویل نے غرا کر کہا۔ عمران اور اسکے ساتھیوں نے خودکشی کی ہے۔ میں اس پر کبھی یقین نہیں کر سکوں گا۔

، اسکی وجہ۔ ڈاکٹر مارس نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

، اب ایسی چیز ایسا دھوکہ دیتی ہیں کہ ان کی موجودگی میں جہادوں یا بلند مقامات سے کودنے وقت پریشوٹ کی ضرورت نہیں رہتی۔

، مثلاً۔ ڈاکٹر مارس نے پوچھا لہجہ طنزیہ تھا۔

، عظیم جیکٹ۔ میکس ویل نے کہا۔ جسے پہن کر جہاز یا بلند جگہ سے کودنے پر

آدھی اسی طرح فضا میں تیرتا رہتا ہے جیسے وہ پانی میں ہو۔

، تمہارا مطلب یہ ہوا کہ عمران اور اسکے ساتھیوں کو پہلے سے علم تھا کہ انہیں ایسی صورت حال پیش آئے گی کہ چھ ہزار فٹ کی بلندی سے کودنا پڑیگا۔ ڈاکٹر مارس نے کہا۔ لہذا وہ پہلے سے عظیم جیکٹیں پہن کر تیار تھے۔؟

، کچھ بھی تھا مگر عمران ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو اس طرح خودکشی کر لیتے ہیں۔ میکس ویل نے کہا۔ میں عمران کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔

، پھر۔ ڈاکٹر مارس نے کہا۔

، ہمیں ان کی موت کی تصدیق کرنے کے لئے نیچے وادی میں جانا پڑے گا۔ میکس ویل

نے کہا۔ لاشیں دیکھنے کے بعد ہی میں یقین کروں گا کہ عمران نے خودکشی کی ہے۔

، اس سلسلے میں چیف ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ڈاکٹر مارس نے سیکرٹروس کے چیف

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

، میں نے دو کا پٹر روانہ کر دیتے ہیں۔ اگر جانندے کہا۔

۔ وادی میں ان کی لاشوں کے لئے ۔ ڈاکٹر ہارس نے پوچھا۔

نہیں۔ ”مقامی سیکرٹ سروس برائے پانچ کے انچارج نے کہا۔ چیف کا بھی یہی خیال ہے کہ عمران کے اس طرح وادی میں کود جانے میں کوئی راز ہے کوئی مصلحت ہے۔“

”اوہ۔“ ڈاکٹر ہارس کے منہ سے نکلا۔

”اسی لئے دو کا پٹر رواتہ کتے گتے ہیں تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ آیا عمران اور اسکے ساتھی واقعی وادی میں گر کر مر چکے ہیں یا یہ صرف دھوکہ ہے۔“

”اچھی رپورٹ کوئی ملی۔“ ڈاکٹر ہارس نے پوچھا۔

”نہیں۔“ گر جانند نے کہا۔ ”جیسے ہی کوئی خاص بات معلوم ہوتی وہ ٹرینسمر پر مطلع کر دیا

گے اسکے بعد ہی ہم کوئی قدم اٹھاتے گے۔“

”اگر ڈاکٹر ہارس انہیں خود کشی کے لئے نہ کہتے تو شاید یہ سب کچھ نہ ہوتا۔“ کیٹن شوٹر نے کہا۔ ڈاکٹر ہارس کے چہلے نے ہی ان کو راہ دکھائی تھی۔“

”بیکار بحث ہے۔“ سیکرٹ سروس کے چیف نے کہا۔ ”ہم وادی میں چل رہے ہیں وہاں

پہنچ کر اصل صورت حال سامنے آجائے گی۔“

”بالکل ٹھیک۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ ”ٹھیک اسی لمحے ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا اور

سیدھا گر جانند کی طرف بڑھا۔

”کا پٹر تیار ہیں سر۔“ اس نے گر جانند کو سلوٹ کر کے کہا۔

”دوسرے کا پٹروں سے رپورٹ ملی۔“

”نہ سر۔“ آنے والے نے نفی میں سر ہلا دیا۔

”ہو نہ ہو۔“ گر جانند نے سہکارہ کھیر کر چیف کی جانب دیکھا۔

”آؤ چلیں۔“ چیف نے ان لوگوں سے کہا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے ایک ایک کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آتے پھر وہ عمارت کے باہر احاطے میں موجود دونوں کابینوں میں سوار ہو گئے میکس ویل اور ڈاکٹر مارسل دوسرے کابینے میں تھے جبکہ چیف اور گرجا نند ایک کابینے میں تھے۔ ان لوگوں کے بیٹھتے ہی کابینے فضا میں بلند ہو گئے پھر وہ گولفا سٹی پر پرواز کرتے ہوئے لفٹ اسٹیشن سے اسکاٹنگ پوائنٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

”ہمیں ڈاکٹر مارسل اور اسکے ساتھی بروج کو ساتھ نہیں لیتا چاہیے تھا چیف۔“ گرجا نند نے کچھ دیر بعد کہا۔ کابینے پر اب گولفا سٹی سے آگے بڑھ چکا تھا۔
”وہ کیوں مسٹر گرجا نند۔“ چیف نے پوچھا۔

”اگر عمران زندہ ہوا تو وہ پھر مداخلت کرے گا اور ہمیں اپنے ملک سے تعلقات کی دہکی دے گا۔“ گرجا نند نے کہا۔

”میں اسکے بارے میں سب کچھ سوتھ چکا ہوں گرجا نند۔“ چیف نے کہا۔ اسی لئے میں نے ان دونوں کو ساتھ رکھا ہے۔“

”کیا ابھی ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔“ گرجا نند نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔“ چیف نے کہا۔ اگر عمران اور اسکے ساتھی مر چکے ہیں تو ان دونوں کے خاتمے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔“

”اگر زندہ ہوتے چیف تو پھر۔“

”اس صورت میں عمران اور اسکے ساتھیوں کی گرفتاری تک ان دونوں کو زندہ رکھنا

ہوگا۔“ چیف نے کہا۔

”مگر کیوں۔“ گرجا نند نے پوچھا۔

”اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر ہارس سے میں ایک کام لینا چاہتا ہوں۔“ چیف نے کہا۔ یوں سمجھ لو کہ ایک تیر سے دفتس کار کرنا چاہتا ہوں۔“

”وہ کیا چیف۔؟ گرجا نند نے پوچھا۔

”ڈاکٹر ہارس پاسپورٹ پر ہمارے ملک میں آیا ہے نا۔؟

”یہیں چیف۔“ گرجا نند نے کہا۔ معلومات یہی ہیں۔“

”اور عمران کا اور ڈاکٹر ہارس کا ملک ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔؟“

”یہیں چیف۔ مگر میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔“

”اگر دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہو جائیں تو۔؟“

”میں بہت فائدہ ہو سکتا ہے چیف۔“ گرجا نند نے کہا۔ ان کے تعلقات بگڑنے پر سب

سے ٹپا فائدہ ہمیں یہ ہوگا کہ عمران کا ملک بہت سی وہ چیزیں ہم سے خریدنے لگے گا جو

محض دوستی کے ناطے وہ ڈاکٹر ہارس کے ملک سے منگنا ہونے کے باوجود خریدتا ہے جبکہ ان کی

کوالٹی بھی زیادہ اچھی نہیں ہوتی۔“

”بالکل ٹھیک۔“ چیف نے کہا۔ میں یہی سمجھ چاہتا ہوں۔“

”مگر کیسے۔؟ گرجا نند نے پھر پوچھا۔

”بہت آسان ترکیب ہے۔“ چیف نے کہا پھر وہ گرجا نند کے کان میں آہستہ آہستہ

کچھ کہنے لگا کہ جاند سر ملتا رہا پھر چیف کے خاموش ہونے پر بولا۔

”بہت بہترین ترکیب ہے چیف۔“

مگر یہ جب ہی ممکن ہے جبکہ عمران نہ صرف زندہ ہو بلکہ ہمارے ہاتھ بھی آجاتے اسطرح

نہ صرف یہ کہ اس سے قیمتی معلومات حاصل ہو جائیں گی بلکہ میرا پلان بھی پائیہ تکمیل کو پہنچ

جاتے گا۔“

شاید ہم پہنچ گئے۔“ گر جانند نے کہا اور ان کی نگاہیں کا پیٹر سے باہر پیچ گتیں کا پیٹر
اب سطح زمین کے بہت قریب تھے اور پائیلٹ اترنے کیلئے مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا پھر
وہ ایک جگہ اتر گئے۔

”آؤ۔“ چیف نے گر جانند سے کہا۔

”یس سر۔“ چیف کے جواب میں گر جانند نے کہا پھر پائیلٹ سے بولا۔ ”اچن بنہیں

ہوگا اور ہر کمیز کے لئے تیار رہنا۔“

”یس سر۔“ پائیلٹ نے جلدی سے کہا۔

کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہو گر جانند۔؟ چیف نے پوچھا۔

”یہاں برفانی درندوں کا خطرہ نہ تھا ہے چیف۔“ گر جانند نے کہا اور چیف کے

ساتھ ہی کا پیٹر سے اتر گیا۔

وہ لوگ کا پیٹروں سے اتر کر اس طرف بڑھنے لگے جہاں ان کے اندازوں کے مطابق

عمران اور اسکے ساتھیوں کی لاشیں ہوئی چاہتے تھیں جلدی وہ اس جگہ پہنچ گئے اور ان کو

نگاہیں ایک جگہ جم گئیں۔

ان لوگوں کے سامنے سفید سفید برف جگہ جگہ خون ہڈیوں اور گوشت کے ٹکڑے

بکھرے پڑے تھے۔ خون جم گیا تھا مگر وہ ابھی سرخ تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تازہ تازہ

وہاں پھیل رہے ہیں اور یہ ان ہی لوگوں کا خون گوشت اور ہڈیاں ہو سکتی ہیں جو اوپر ٹیخرز

یا اسکاٹنگ پوائنٹ سے گرے تھے اتنے اوپر سے گرے کے بولمان کا یہی حشر ہونا تھا۔

”تو وہ مر گئے۔“ ڈاکٹر ہارٹس کے منہ سے نکلا۔

”شاید۔۔ بٹلین شوٹر نے کہا۔

”اب شک کی کیا گنجائش ہے۔۔“ برود نے کہا ان سب ہی کی نگاہیں پھر سے ہٹے انسان

گوشت فون، ہڈیوں اور ایک آدھ سالمہ جانے والے اعضا پر ٹھک رہی تھیں دفعتاً چیف چونک پڑا۔

وہ آگے بڑھا اور گوشت اور ہڈیوں کے ایک ڈھیر پر جھک گیا وہ بڑے غور سے اس ڈھیر سے جانکنے والی کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔

”اسے نکالو۔۔“ اسنے قریب ہی موجود خفیہ پولیس کے سربراہ مارٹن سے کہا اشارہ اسی

چیز کی جانب تھا جسے وہ غور سے دیکھ رہا تھا۔

”سیرس۔“ مارٹن نے کہا اور آگے بڑھ کر ٹھکی سے پکڑ کر اس چیز کو گوشت اور ہڈیوں

کے ڈھیر پر سے کھینچنے لگا پھر جیسے ہی وہ چیز اس ڈھیر سے باہر نکلی وہ سب ہی چونک پڑے

ان سب کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔

یہ فوجی وردی کا ایک ٹکڑا تھا آستین کا اوپری حصہ اور اس پر مقامی فوج کا نشان اور

حوالہ کے رینک کا بلاگ ہوا تھا۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ گوشت اور ہڈیوں کا ڈھیر ہے ان اور اسکے ساتھیوں کا تہیں بلکہ

ہمارے فوجیوں کا ہے۔“ گر جانند بڑبڑایا۔

”ہاں اس وردی کے ٹکڑے کی موجودگی میں ہی کہا جاسکتا ہے۔“ چیف نے کہا پھر ان

سب سے کہا مختلف سمتوں میں پھیل کر تلاش کرو ممکن ہے وہ کہیں اور گرے ہوں کسی اور

جگہ ان کے جیموں کا ڈھیر پڑا ہو۔

وہ سب پہاڑ کی بلند دیوار کے ساتھ ساتھ دونوں سمتوں میں آگے بڑھنے لگے۔ اب

وہ ایک ایک چیز کو ٹپے غور سے دیکھ رہے تھے۔ یہاں ان کو ایسے نشانات بھی ملے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں بھی کسی جسم کا گوشت موجود تھا جسے شاید برفانی درندے ہضم کر گئے تھے اور انکے خون کے سیاہ نشان جیسے رہ گئے تھے۔

”وہ یقیناً کسی ذریعے سے پچے نکلے میں چیف۔“ گر جانند نے کہا۔

”میں تمہارے خیال سے متفق ہوں۔“ چیف نے کہا۔

”پھر واپس چلا جاتے۔“ گر جانند نے کہا۔

”ان لوگوں کو آنے دو۔“ چیف نے کہا وہ اور گر جانند دوسروں کی طرح آگے نہیں بڑھے

تھے بلکہ اسی جگہ کھڑے رہے تھے دفعتاً وہ چونک پڑے سامنے کی جانب سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔

اس طرف میکس ویل ڈاکٹر ہارس بروجر وغیرہ گئے تھے چند ہی لمحات گزرے تھے کہ وہ سامنے آگئے وہ سب بری طرح سے بھاگ رہے تھے۔

”ریچھ... ریچھ... درندے...“ بروجر چلا رہا تھا وہ دونوں چونکے اور

بڑی تیزی سے ریواور نکال کر ہاتھوں میں سنبھال لیتے۔

”کا پٹر میں۔“ گر جانند زور سے چلایا اور وہ لوگ بڑی تیزی سے کا پٹروں میں سوار

ہونے لگے۔

ایک دہی سوار ہویا تے تھے کہ ریچھوں کا ایک خول اسی جانب سے سامنے آگیا جس

طرف سے وہ دوڑتے ہوئے اس طرف آتے تھے وہ ان گنت تھے اور ان میں چھوٹے بڑے

ریچھ شامل تھے۔

گر جانند اوپر چیف نے پے درپے کئی راکیٹ فائر کئے تھے دوڑتے ہوئے ریچھوں کو

یلتا درگ گتی پھر دوسرے راقٹ پر وہ بھاگ کر پیچھے ہٹ گئے اس دوران وہ لوگ کاٹیڑوں میں سوار ہو چکے تھے۔

گمردہ ابجا باقی تھے جو دوسری طرف گئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے اس طرف سے بھی بھاگتے ہوئے دیو کی اکاڑ سنا دی جیسے ہی وہ سامنے گئے گر جانند نے ان کو کاٹیڑوں میں سوار ہونے کا اشارہ کیا اور ریچھوں پر دوبارہ فائرنگ کرنے لگا جیسے ہی وہ سب سوار ہوئے چیف اور گر جانند بھی کاٹیڑ کی طرف بچے ہوئے ریچھوں کو دوبارہ جھپٹتے دکھایا تھا۔

چیف کے بعد گر جانند سوار ہو ہی رہا تھا کہ اس نے ایک چیخ کی آواز سنی مگر دیکھا اور پھرتی سے کاٹیڑ میں سوار ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ دوسرے کاٹیڑ میں سوار ہونے کی کوشش کرنے والے ایک فوجی کو ریچھوں نے دلوچ لیا تھا۔

پھر جب تک ان میں سے کوئی کاروائی کرنا نہ رکھوں نے اس فوجی کو پیر بھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ گر جانند کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اسنے کاٹیڑ میں موجود ایک فوجی کے ہاتھ سے اسٹین گن چھینی اور دروازہ ذرا سا کھول کر ریچھوں پر فائرنگ کرنے لگا دس بارہ ریچھ گرسے تھے بقیہ موٹر کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

گر جانند نے دوسرا برسٹ مالا اور ریچھوں کے ترسٹے ہوئے جسم ساکت ہو گئے وہ دانت پستے ہوئے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

”لاش اٹھا کر لا قلعہ دی کرو“ وہ غرا کر پولا مگر اسکے کاٹیڑ سے آدمیوں کے اترنے سے پہلے ہی دوسرے کاٹیڑ میں سے ایک فوجی اوپر کپٹن شوٹر کو درگس باہر نکلے اور ایک ٹرے سے تھیلے میں مرنے والے فوجی کے بچے کچے اعصاب کھنسنے لگے ریچھوں کا غول پھر سامنے آیا تھا مگر اسٹین گن کے ایک ہلکے سے برسٹ نے انھیں پھر بھگادیا۔

لاش کا پیر میں رکھتے ہی گرجا نند بھی سوار ہوا اور دوسرے ہی لمحے کا پٹر فضا میں بلند ہوتے چلے گئے چند لمحے بعد انھوں نے نیچے جھانک کر رکھپوں کے غول نے مردہ رکھپوں پر دھاوا بول دیا تھا اور وہ انکی تکیہ بوٹی کر رہے تھے کچھ ایسے بھی تھے جو کا پٹروں کی طرف دیکھ کر سینہ کو پی کر رہے تھے چیخ رہے تھے چلا رہے تھے۔

اسنے بلیٹ کر دیکھا جو لیا اوپری گدے سے جس پر بیٹھی ہوتی تھی پھسل گئی تھی اور اب ہٹیا ہوا سے نکراتی ہوتی نیچے کی جانب گر رہی تھی۔ عمران کا چہرہ تن گیا اس نے پھرتی سے ایک شاخ پکڑ کر جسم کو چٹکنا دیا اور وہ شاخ پر جھوٹا ہوا اچلے گدے پر پہنچ گیا۔

پھر اسی طرح وہ دوسری شاخ کو پکڑ کر جھولا اور سب سے آخری گدے پر پہنچ گیا جو لیا ایک شاخ پکڑ کر سینھلنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ شاخ بہت تیلی تھی۔

سڑاخ کی آواز ہوتی اور جو لیا ڈال سے پکے پھل کی طرح ٹوٹی ہوئی شاخ سمیت نیچے زمین پر گری ساتھ ہی عمران نے بھی جست لگائی تھی اور زمین پر پہنچ گیا تھا وہ بڑی تیزی سے جو لیا کھ جانب جھپٹا تھا رکھ جویا سے زیادہ دور نہیں تھے عمران ان کے پہنچنے سے پہلے ہی جو لیا تک پہنچ گیا۔

دوڑتے ہوئے وہ ایک بار پھر اسٹین گن کو شانے سے اتار چکا تھا اور جیسے ہی ایک رکھ قریب پہنچا عمران نے اسٹین گن کا کتہہ اسکی کھوپڑی پر دے مارا پھر دوسرے کے پیٹ پر نال رکھی اور ٹرائیگر دبا دیا۔

کوئی آواز ہوتے بغیر ریچھ کے جسم میں شکاف پڑ گیا اور وہ دوسری جانب اٹ گیا عمران نے تیسرے ریچھ کی کھوپڑی پر ضرب لگائی تھی اس دوران جویا سینکل کر کھڑی ہو گئی تھی اور منہ پر خاور اور نہانی بھی نیچے آ کر آتے تھے۔

اب وہ سب ہی عمران کی طرح ریچھوں کو ٹھکانے لگا رہے تھے ان کے جسموں کے ساتھ نال لگا کر فائر کرنے سے بس اتنی سی آواز ہوتی تھی جیسے کوئی ڈبہ گرا ہو۔ ٹھک کی سی آواز۔ اور، ریچھوں کے جسم کا بڑا حصہ اڑ جاتا تھا۔

تین چار ہی گزرے تھے کہ ان میں بھگدڑ پڑ گئی وہ اسی ڈھلوان کی طرف بھاگ رہے تھے جس سے یہاں تک پہنچے تھے۔

عمران ان کے بھاگنے کی وجہ نہیں سمجھ سکا تھا ممکن ہے مرتے ہوئے ریچھوں کی غراٹھیں انھیں کچھ سمجھا گئی ہوں اور وہ جانیں بچانے کے لئے دوڑ پڑے ہوں بہر حال اب ان کے قریب کوئی درندہ نہیں تھا۔

عمران نے ان سے نمٹ کر لرزگر دکا جائزہ لیا وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ پیلی کا پٹر گن شپ نے کس پر فائرنگ کی تھی۔ ؟ فائرنگ کی سمت کا تعین کر کے عمران نے اسی جانب دیکھا اور چونک پڑا اسکی نگاہیں گویا جسم کر رہ گئی تھیں۔

چند گز کے فاصلے پر دس پندرہ ریچھ مرے پڑے تھے اور ان کے مٹ پڑتے ہوئے جسموں سے خون کے فوارے نکل رہے تھے شاید یہ گن شپ سے چلائی جانے والی گولیوں کا نشانہ بنے تھے ورنہ انھیں مارنے والا قریب وجواریں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا عمران جویا کی جانب مڑا جو کہ اپنے بدن کو دوبارہ تھپی۔

” زیادہ چوٹ تو نہیں لگی۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

”کئی جگہ سے جسم چھل گیا ہے۔“ جو یلانے ہاتھ اور کہنیاں دکھاتے ہوئے کہا۔
 ”چل سکتی ہو۔“ عمران نے پھر پوچھا ساتھ ہی وہ کاٹپروں کی آمازیں بھی سننے کی کوشش کر رہا تھا جو دور سے آتی محسوس ہو رہی تھیں۔
 ”ہاں میں فٹ ہوں فحمت کرو۔“ جو یلانے کراہ کر کہا اور عمران نے اسے تھیلے سے دو گولیاں نکال کر دیتے ہوئے کہا۔

”منہ میں ڈالو اور چوتی رہو در ختم ہو جائے گا۔“
 ”اب کرنا کیا ہے۔“ خاور نے پوچھا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ درندے پھر بلیٹ پڑیں۔“
 ”نہ بلیٹیں تو درندے کیوں کہلاتیں۔“ عمران نے کہا۔
 ”اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ اب کیا کرنا ہے کس طرف چلنا ہے۔“
 ”م لو مسٹر طور۔“ عمران نے اس کا نام لگا کر لئے ہوئے کہا۔ جب تک جائزہ نہ لے لیا جاتے کہ ہم گرین ویلج سے کس طرف ہیں آگے نہیں بڑھ سکتے۔“
 ”گرین ویلج سے تمہاری کیا مراد ہے عمران۔“ جو یلانے پوچھا۔
 ”مراد یہی ہے جوں کہ تمہاری شادی ہو جاتے اسی زندگی میں تمہارا بے سہرے کے پھول دیکھ لوں کیا پتہ پھر کیا ہو کیا نہ ہو۔“

”میل خیال ہے وہ پھر آرہے ہیں۔“ خاور نے کہا اور وہ چونکر ڈھلوان کی جانب دیکھنے لگے اس طرف جانیوالے رکھاب ڈھلوان سے سراسیمہ کر انھیں دیکھ رہے تھے۔
 ”درختوں پر جلدی کرو۔“ عمران نے اسٹین گن کی نال کا رخ ڈھلوان کی جانب کرتے ہوئے کہا اور وہ دوڑ پڑے ان کا رخ قریب ترین درخت کی جانب تھا۔
 اس بار وہ سب ایک ہی درخت پر چڑھے تھے پھر عمران بھی اوپر پہنچ گیا لیکن رکھاب آگے نہیں

بڑھے وہ درختوں کی پھولوں کے سرنے کے بعد خوفزدہ ہو گئے تھے اور شاید ہی خوف انہیں آگے نہیں بڑھنے دے رہا تھا۔

عمران انہیں وہیں رکنے کا کہہ کر اوپر چڑھنے لگا کا پیڑوں کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اس لئے وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ واقعی واپس چلے گئے ہیں یا کہیں اور ان کو تلاش کر رہے ہیں۔ یہ کسی جگہ اتر چکے ہیں۔

درخت کی چوٹی سے دیکھنے پر اسے دو لوں کا پیڑ دور پہاڑ کی بلندی پر ایک اونچے برفانی تودے کے پاس نظر آئے تھے پھر وہ آگے بڑھ کر نگاہوں سے اچھل ہو گئے عمران کے منہ سے ایک ٹھنڈا سا سانس نکل گیا۔

اسے چونکہ سوچا تھا وہ ذریعہ عمل آئے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تھا ورنہ اسے تو یہ اسکیم بنائی تھی کہ وہ درختوں کے شگاف کے پاس ایسی جگہ جہاں سے وہ کا پیڑ والوں کو نظر آسکے اور نہ ہی ایٹ جلتے گا پھر جب کا پیڑ نیچے آنا لگاتے گا تو اس وقت ورنہ جب وہ پیڑ صحرے کے ذریعے اسے کا پیڑ میں لے جاتیں گے تو اس وقت۔

وہ کا پیڑ والوں پر قابو پا کر کا پیڑ پر قیقے کی کوشش کر لیتا کہ یہاں سے نکلا جاسکے لیکن اسکی اسکیم کا پیڑوں کے لوٹ جانے کی وجہ سے دھری کی دھری رہ گئی تھی۔

اب ان کے پاس اسے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ برف پر اسکا ٹنگ کا مظاہرہ کرتے ہوئے گرین ویلج پہنچنے کی کوشش کریں مگر یہ کوشش بہت خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھی راہ میں برف کا انجانی دلدلی انہیں نکل سکتی تھیں یا وہ کسی جگہ برف کا پرت کمزور ہونے کی وجہ سے اسے ٹوٹنے پر کسی اند بھی گہرائی میں گر کر ختم ہو سکتے تھے ان خطرات سے وہی بچ سکتا تھا جو اس علاقے سے واقف ہوتا۔

عمران نے ایک بار پھر چاروں طرف کا جائزہ لیا وہ گرین ویلج کی سمت کا تعین کرنا چاہتا تھا اسکے ہاتھوں مرنے والے فوجی نے جو کچھ بتایا تھا اسکے مطابق قریب ترین جگہ گرین ویلج ہی تھی جہاں وہ جاسکتے تھے۔

ایک بیک وہ چونک پڑا دریا ایک سمت اسے ایک چھوٹا سا نکتہ نشیب سے اسی طرف بڑھتا نظر آ رہا تھا عمران نے جھپٹ کر دوپٹے میں آنکھوں سے لگائی اور شیشے کی جلیس کرنے لگا پھر اسے نظر آنیوالے نکتے کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے اسکے ہونٹ سیٹی بجائے والے انداز میں سڑکتے وہ نکتہ دراصل ایک کانپڑ ہی تھا۔

وہ ابھی دور تھا اور نشیب کی طرف سے اوپر آ رہا تھا ایک بیک عمران کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔ کیا یہ گرین ویلج سے اڑ کر آنے والا کانپڑ ہے۔ اس نے سوچا تھا یقیناً ایسا ہی تھا۔

اگر وہ گرین ویلج سے اڑ کر نہیں آیا تو پھر کہاں سے آ رہا تھا۔ قریب ترین نشیبی آبادی گرین ویلج ہی تھی اور وہ وہیں سے آسکتا تھا۔

اس کا مطلب یہ بھی تھا کہ گرین نند وغیرہ نے ان کے بارے میں دوسرے علاقے کی پولیس کو بھی مطلع کر دیا تھا اور شاید وہ انھیں ہی تلاش کرنے آ رہا تھا اور اگر ایسا ہی تھا تو۔ عمران نے سوچا اسے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

وہ کانپڑ پر نگاہ جاتے رہا جو آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جا رہا تھا جب عمران نے یہ سمجھ لیا کہ وہ اسی طرف آئے گا تو وہ نیچے اترنے لگا۔ پھر جو لیا وغیرہ کے پاس پہنچ کر اسے ان کو اپنی ترکیب سمجھاتی اور ڈھلوان کی طرف دیکھ کر نیچے اتر گیا۔ رچیوں کا اب کوئی نام و نشان نہیں

تھاشاید وہ جاچکے تھے۔

عمران درختوں کے شکاف کے پاس پہنچ کر رک گیا اب وہ سماعت پوری قوت سے کا پٹر کی آواز سننے کی کوشش کر رہا تھا چند لمحے بعد اسے آواز سنائی دینے لگی اور وہ اندازہ لگانے لگا کہ اب وہ کتنی دور ہو سکتا ہے۔ ؟ پھر جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ کا پٹر اب زیادہ دور نہیں ہے وہ زمین پر گر پڑا۔

پھر وہ اس انداز میں اوندھا لیٹ گیا کہ اوپر سے دیکھنے پر عہدہ ہی نظر آتے۔ صفدر خاور جو بیابا اور نعمانی داتیں باتیں کے درختوں کے گرد اس طرح چھپ گئے تھے کہ کسی بھی طرح کا پٹر والوں کو نظر نہ آسکیں۔

عمران کی توقع اور اسکیم کامیابی سے ممکن رہی تھی نئے آنے والے کا پٹر نے دو چکر درختوں کے شکاف کے لگاتے تھے پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے ہونے لگا اور اس شکاف سے گزر کر عراق کے قریب ہی آکر گیا۔

پھر اسکے دروازے کھلے اور ایک ایک کر کے پانچ آدمی باہر نکل آتے ان پانچوں کا تعلق پولیس سے تھا اور دیوں پر لگے ہوتے ان کے رینک کانٹیل سپاہی اور یفینٹ کے عہدے کے تھے۔ اسے دیکھو کیا ہوا۔ ؟ یفینٹ نے ایک کانٹیل سے کہا تھا۔

”مردہ لگتا ہے سر۔ ؟ کانٹیل نے عمران کو چھوٹے بغیر کہا۔

پلٹ کر دیکھو کہ یہ وہی ہے جن کا حلیہ ہمیں تیار کیا ہے یا نہیں یفینٹ نے کانٹیل سے

کہا اور وہ جھجھکتا ہوا آگے بڑھا اور عمران کو پلٹ کر سیدھا کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے جو بیابا نے ان کو چوکاتے ہوئے دیکھا تھا۔

”یہ زندہ معلوم ہوتا ہے۔ یفینٹ نے کہا۔

”شاید۔۔“ دوسرے کانٹیل نے کہا اور عمران کے سینے پر سر رکھ دیا تاکہ اس کے سینے کی دھڑکن سن سکے۔

لیکن یہ حرکت اسے ہنسی پڑی تھی جیسے ہی وہ جھکا عمران نے اڑا کر دن دبوچ لی پھر اسے کروٹ لی اور بڑی تیزی سے دبوچے ہوئے کانٹیل کو ٹانگوں پر لا کر دوسرے کانٹیل پر دے مارا۔

پھر وہ بڑی تیزی سے اٹھتے ہوئے لیفٹیننٹ پر چھٹا جو اپنا ریلو اور نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

درمیان ہی سے عمران فضا میں اچھلا اور اس کو فلائنگ لک مارتا ہوا دوسری طرف جاگرا وہ کئی فنٹ دور گرا تھا۔

ریلو اور بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا عمران نے اسے جبرے پر لات رسید کی تھی کہ ایٹن گن کی گرج سنائی دی پھر ایک چیخ۔ عمران مڑا اور چونک پڑا کاپٹر کے پاس ہی دونوں سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔

”یہ کاپٹر لے کر بھاگنا چاہتے تھے شاید۔۔“ عمران کو خاور کی آواز سنائی دی۔
 ”ہو نہہ۔“ عمران غرا کر رہ گیا بس اس سے ایک لمحے کی غفلت ہوئی تھی اور وہ مرنے لگا
 سپاہیوں کی طرف متوجہ ہو کر لیفٹیننٹ کے دبوچے سے خیر ہو گیا تھا۔

اور... اس غفلت سے لیفٹیننٹ نے فائدہ اٹھایا اور عمران پر حبس لگا کر اسے دبوچ لیا۔
 مگر عمران کو دبوچ کر قابو کر لینا اتنا ہی آسان ہوتا تو وہ اب تک کبھی کا زندگی کی حد کو عبور کر کے موت کی تاریک دادی کا مسافر بن چکا ہوتا۔

عمران کی کہنی اس کی پسلی پر لگی اور اس کے منہ سے کراہ نکلتی دوسری بار عمران بڑی تیزی

سے گھبراتا اور اسے لیفٹیننٹ کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی پے درپے کئی گھونسے اس کے منہ پر مارے تھے نتیجتاً وہ لہرایا اور دھڑاں سے زمین بوس ہو گیا اس میں کھڑے ہونے کی سکت بھی نہیں رہ گئی تھی عمران کے ہاتھ ایسے ہی سخت تھے۔

دونوں کا لیٹبل خوفزدہ انداز میں ہاتھ سر سے بلند کئے کھڑے ہوتے تھے سپاہیوں کی موت نے ان کو سہما کر رکھ دیا تھا وہ چھوٹے سے گاؤں میں زندگی گزارنے والے پولیس کے عملے کے لوگ تھے جنہیں اس قسم کی لڑائی بھڑائی کا نہ کوئی تجربہ اور تربیت تھی اور نہ ہی کبھی ایسی سچولیشن سے ان کا واسطہ پڑا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ سپاہیوں کی موت کے بعد ان میں کچھ کرنے کی ہمت ہی نہ رہ گئی تھی لیفٹیننٹ نے تھوڑی بہت ہمت کی بھی تھی تو وہ ناممکن ہو گئی تھی اور نتیجے کے طور پر اسے زمین چاٹنا پڑی تھی وہ ابھی تک اٹھنے کے قابل نہیں ہو سکا تھا عمران نے ایک ٹھکرا اس کو ماری اور اسے کھڑا ہونے کا اشارہ کیا۔

وہ کراہتا ہوا کھڑا ہو گیا عمران نے اس کی آنکھوں میں موت کے ساتے رقصاں دیکھے تھے شاید اسے زندہ بچ جانے کی کوئی امید نہیں رہ گئی تھی۔

”گرین وبلج سے تعلق ہے تمہارا۔“ عمران نے اس کو گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا اور وہ اثبات میں سر ہلاتے لگا۔

”وہاں تھانے میں کتنا علم ہے۔“ عمران نے پھر پوچھا۔

”کک... کوئی نہیں۔“ وہ ہکا بکا کر بولا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو۔“ عمران غرایا تھا۔ کیا تھانے میں عملہ نہیں ہوتا۔“

”مم... میلر مطلب یہ تھا کہ وہاں اب کوئی نہیں ہوگا۔“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ تھانے میں تم یا بچے ہی آ کر می ہوتے ہو۔“
 ”ہوتے تھے کہتے۔ دو مارے گئے اب صرف تین ہیں۔“ لیفٹیننٹ نے مردہ بچے میں کہا۔
 ”وہاں ایلچی صیں یا سی آتی ڈی کا کوئی آ کر می ہوتا ہے۔“
 ”نہیں۔“ اسنے نفی میں جواب دیا۔
 ”وہاں سے نادر ن سٹا کتنی دور ہے۔“
 ”تقریباً تیس میل۔ کیوں کیا وہاں جانا چاہتے ہو۔“
 ”ہاں۔“ عمران نے کہا۔ وہاں تک جانے کا کیا طریقہ ہوگا۔“
 ”سوات برف گاڑی اور اسکاٹنگ کے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔“ لیفٹیننٹ نے کہا۔
 ”یہ آپ کا پٹر سے بھی جاسکتے ہیں۔“
 ”کا پٹر کہاں مل سکے گا۔“ عمران نے پوچھا اسنے لیفٹیننٹ سے یہ نہیں کہا کہ وہ اسی کے
 کا پٹر کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔
 ”نادر ن سٹا سے بلوانا پڑیگا۔“
 ”کیا مطلب۔“ عمران نے پوچھا۔ کیا گرین وڈجے میں ایلچی پٹر نہیں ہے۔“
 ”نہیں۔“ لیفٹیننٹ نے نفی میں سر ہلادیا۔
 ”ہوتہ۔“ عمران نے یہ خیال انداز میں سر ہلایا اسکے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترنے والے
 نے جو کچھ بتایا تھا لیفٹیننٹ نے اسکی تصدیق کر دی تھی مگر یہ بات عمران کے حلق سے نہیں آ رہی کہ گرین
 وڈجے میں ہیلیکپٹر نہیں ہے اگر اس کی اس بات کو صحیح تسلیم کر لیا جاتا تو پھر یہ سوال اٹھا کر یہ
 کا پٹر کہاں سے آیا جن میں یہ لوگ یہاں تک پہنچے تھے۔ عمران چند لمحوں اس پر غور کرتا رہا پھر اسنے
 یہی سوال لیفٹیننٹ سے کر دیا۔

جی ہاں۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔ تھالے کی حدود میں یہ کاٹر کھڑا رہتا ہے اور ہم ضرورت پڑنے پر اسے استعمال کرتے ہیں اسی لئے وہاں کوئی باقاعدہ سیلی پٹ نہیں ہے۔

”نادر ن سٹی میں ہے۔ ۶ عمران نے پوچھا۔

”ہاں وہاں نہ صرف سیلی پٹ ہی ہے بلکہ باقاعدہ ایئر سروس بھی ہے۔“

”ہونہہ۔“ عمران نے سر ہلایا اب اسکے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ وہ ان نیتوں کا کیا کرے کیا ان لوگوں

کو مار ڈالے۔ ۶ مگر وہ خواہ مخواہ قتل و غارت نہیں کرنا چاہتا تھا مگر ان کو یہاں بھی نہیں چھوڑا

جاسکتا تھا تو پھر کیا کیا جانا۔ ۶

اگر وہ انھیں گرین ویلج لے جا کر چھوڑ دیتا تو وہ ان کے نادر ن سٹی جانے کی اطلاع آگے

پہنچا دیتے اور اس طرح ان کے لئے نت نئی مشکلات اٹھ کھڑی ہوتیں پھر ان کا کیا کیا جاتے۔ ۶ عمران

کا ذہن بڑی تیزی سے اسی مسئلے کا حل تلاش کر رہا تھا کافی دیر کی سوچ بچار کے بعد ایک حل

عمران کے ذہن میں آگیا۔

”ابو۔“ اسے حقدار اور خاور وغیرہ سے کہا۔ ان لوگوں کو کاٹر میں بٹھاؤ اور یہ دونوں

لاشین بھی کاٹر کے عقبی حصے میں رکھو اور۔“

”اوکے۔“ حقدار اور خاور نے کہا پھر دونوں کانٹیلوں کے ذریعے لاشوں کو کاٹر کے

عقبی حصے میں رکھ دیا گیا پھر لیفٹیننٹ اور کانٹیلوں کو اس طرح کاٹر میں سوار کر لیا گیا کہ وہ

ہر وقت ان کے ریو اوروں کی زد پر رہیں یا ٹیڈ کی سیٹ خود عمران نے سنبھالی تھی۔ لیفٹیننٹ

انھیں کاٹر کرتا رہا تھا۔

گرین ویلج کے تھالے کی حدود میں انھوں نے کاٹر اتار لیا اور وہ کاٹر سے اتر آئے اس

وقت بھی لیفٹیننٹ اور کانٹیل ان کی زد میں تھے عمران کے استفسار پر لیفٹیننٹ نے بتایا کہ تھالے

کی چابی میٹر کے پاس ہے یہ مسئلہ الجھا دے والا تھا اگر وہ کسی کو میٹر کے پاس بھیجتا تو راز کھل جانے کا خطرہ تھا اور میٹر سے چابی لاتے بغیر تالا نہیں کھل سکتا تھا۔

عمران چند لمحے غور کرتا رہا پھر اس نے صفدر کو کوئی تار ڈھونڈ لانے کیلئے کہا صفدر نے کانٹیل کو دکھایا اور وہ سر ملانے لگا صفدر نے ریواور نکالا اور وہ کانٹیل کو کور کر کے آگے ساتھ آگے بڑھنے لگا دو منٹ بعد وہ ایک ٹیڑھا میٹر ہا سخت تار کا دوقط لمبا ٹکڑا لے کر آگیا اور تالا عمران کو پکڑا دیا۔

عمران نے تار سنبھالا اور تھانے کی عمارت میں لگے ہوئے تالے پر جھیک گیا دو منٹ کچھ محنت کے بعد تالا کھل گیا اور وہ عمارت میں داخل ہو گئے۔

اس تالے کی اور کوئی چابی بھی ہے۔ ۹ عمران نے لیفٹیننٹ سے پوچھا۔

ہاں۔ لیفٹیننٹ نے کہا اور اپنی میسرین کی طرف لپکا۔

”ٹھہرو۔“ عمران نے لیفٹیننٹ کو کہا اور فاؤر کو اشارہ کیا خاور نے بڑھ کر میسرین کی وراڑ کھولی اور چابیوں کا ایک گچھا نکال کر عمران کو پکڑا دیا۔

”لاک اپ کس طرف ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”برابر ولے کمرے میں ہے کیوں۔؟ لیفٹیننٹ نے پوچھا۔

”ان تینوں کو باندھ کمرے میں پکڑا ٹھہرو بس دو عمران نے انکی بات سنائی ان ہی کرتے ہوئے

خاور اور صفدر سے کہا۔

”نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ غرایا۔ تم ہمیں باندھ کر نہیں ڈال سکتے۔“

تب پھر گولی مار دیتے ہیں۔“ عمران نے کہا پھر صفدر سے کہا سائیلیٹر لگا ریواور

نکال کر ان تینوں کو گولی مار دو۔“

”کیا۔؟ لیفٹیننٹ نے کہا۔ ہمارا کیا قصور ہے جو تم ہمیں مار ڈالتا چاہتے ہو۔؟“
 ”قصور نہیں ہے اسی لئے زندہ چھوڑنا چاہتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔ مار ڈالنا ہی مقصود
 ہوتا تو تمہیں اس اسٹیشن پر ہی مار ڈالتے یہاں کیوں لاتے۔“
 ”مگر میں باندھنا کیوں چاہتے ہو۔؟“

”اگر زندہ رہتا ہے تو چپ چاپ اپنے آپ کو بندھوا لو۔“ عمران نے کہا۔ ”تبیوں میں
 سے جس نے عزت کی اسے گولی مار دی جاتے گی۔“

”نہیں۔“ لیفٹیننٹ نے کہا اور صفدر اور خاور انھیں باندھنے لگے پھر ان کے منہ میں
 کپڑا ٹھوسا اور اسے اس طرح بند کر دیا کہ وہ آواز بھی حلق سے نہ نکال سکیں پھر ان کے منہ
 پر کپڑا باندھا اور انھیں وہیں فرش پر چھوڑ دیا۔

”یہ وہ تھا نے کی حدود سے باہر آتے عمران نے جابی سے دروازہ لاک کیا اور کا پٹر کی طرف
 بڑھتے چلے گئے۔ عمران کو امید تھی کہ اب کم از کم کئی گھنٹے لیفٹیننٹ اور دونوں کاٹیسلیوں کو
 آزادی حاصل کرنے میں لگیں گے اور اس عرصے میں وہ بڑے آرام سے نادرین ٹیجا کر اپنے
 آپ کو محفوظ کر سکتے تھے۔“

”کا پٹر کے فصا میں پلندہ ہوتے ہی جولیا بھلی سیٹ سے اٹھ کر عمران کے پاس آ بیٹھی عمران
 نے اسے چونک کر دیکھا مگر وہ منہ سے کچھ نہیں بولا تھا۔“
 ”کیونکہ یونہی بے مقصد جھاگ دوڑ کرتے رہیں گے۔؟ کچھ دیر بعد جولیائے پوچھا۔
 ”یہ بے مقصد جھاگ دوڑ ہے۔؟ عمران نے کہا۔“

”ہاں میرے نزدیک یہ بے مقصد ہی ہے۔“ جولیائے کہا۔ ”اب تک ہم نے کیا کیا سواتے
 کچھ لوگوں کو قتل کرنے کے۔؟“

”تمہارا کیا مقصد ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

”کیا ہم کاغذات حاصل کر کے چپ چاپ نہیں نکل سکتے تھے۔؟

”وہ کیسے مں فطر وائر۔؟ عمران نے پوچھا۔

”میکس ویل اور جوشی کے اقامتی ہوٹل جا کر کاغذات تلاش کئے جاسکتے تھے یا ان

کو ڈیئر زون میں اغوا کر کے پوچھ گچھ کی جاسکتی تھی۔“

”کیا تم مجھے احمق سمجھتی ہو مںس جولی۔؟ عمران غرایا۔

”اس میں سمجھنے کا کیا سوال ہے عمران۔؟

”ہاں ٹھیک ہے۔؟ عمران نے سر ہلایا۔ جب میں ہوں ہی احمق تو سمجھنے کی کیا ضرورت ہے؟“

”تم غلط سمجھ رہے ہو عمران۔؟“

”مجھ ٹھیک کیا ہے مں فطر وائر۔؟ عمران نے دور نظر آنے والے نادان ٹٹی کے ہیولے

کو دیکھتے ہوئے سر دیچے میں پوچھا۔

”کچھ نہیں۔؟ جولی نے ہونٹوں کو دانتوں سے کھینچتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ۔؟ عمران غرایا۔ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ بالکل ٹھیک کیا ہے تمہیں اس پر اعتراض

ہے تو اپنے چوہے اکیٹلو سے بات کرو۔“

”میں نے یہ کب کہا کہ مجھے اعتراض ہے۔؟ جولی نے کہا۔

”تمہارے چہرے اور رویے سے ہی ظاہر ہو رہا ہے۔“

”تم احمق ہو۔“ وہ جھلا کر بولی۔

”ہو نہہ۔؟ عمران ہنسا رہا کہ غلاموش ہو گیا۔

بالملاحظہ کیجئے اس ناول کا پہلا حصہ مرڈر ٹائٹ دو سر حصہ جنبیث شیطان۔

نادر ن سٹی کیوں جا رہے ہو۔؟ جو ییلے کچھ دیر بعد پوچھا۔

وہاں لڑوٹ رستے ہیں اپنا حق لے لیتے جا رہا ہوں۔۔

”تم سے تو بات کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے آسٹل مجھے مار۔۔“

”چلو تمہیں گرامر کی تمیز تو ہوئی۔۔“ عمران نے کہا اسکی نگاہیں بلند کرتا دالے آئے چرچی ہوتی

نہیں اور اسکی سوئی آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف لوٹ رہی تھی۔

”نادر ن سٹی میں کہاں آکرنا ہے۔؟ جو ییلے پوچھا۔

”پولیس ہیڈ کوارٹر میں۔۔“ عمران نے تر سے جواب دیا۔

”اب تم سے کچھ پوچھنے والی پر لعنت ہے۔“ جو ییلے اٹھ کر بولی۔

”چلو سکر ہے نجات ٹولی۔“ عمران نے ٹیڑھا کر کہا۔

”کیا۔؟ جو ییلے غراتی۔ کس چیز سے نجات کی بات کر رہے ہو۔؟

”ابھی تم نے کیا کہا تھا۔؟ عمران نے پوچھا۔

”جو کھی کہا تھا اسے بھول جاؤ۔“ جو ییلے غراتی۔ یہ بتاؤ تم نے کس سے نجات پر۔۔۔۔“

”خاموش۔“ بیک بیک عمران نے سر دھپے میں کہا اور جو ییلے بھی خاموش ہو گئی کیونکہ کاٹپر

میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا اور یہ ایک نازک پوزیشن تھی عمران سوچ

رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر آن کرے یا نہ کرے۔؟

لیکن ٹرانسمیٹر آن نہ کرنا کال کرنے والوں کو اسکی جانب سے شکوک کر سکتا تھا اور یہ

ان کے لئے مناسب نہ ہوتا لیکن آن نہ کرنے پر بھی یہ حدشہ تھا کہ کہیں دوسری جانب دالے اس

قسم کے سوالات نہ کر بیٹھیں کہ وہ جواب دے سکے اور وہ اسکی جانب سے شک میں مبتلا

ہو کر کوئی کاروائی کر بیٹھیں۔

رسمک دونوں ہی طرح سے تھا لہذا عمران نے یہی سوچا کہ ٹرانسمیٹر آن کر کے دیکھ لیا جاتے کہ کیا بات ہے اگر وہ اسکی جانب سے مشکوک ہو جاتے ہیں تو فوری طور پر کہیں اتر کر کاپٹر سے نجات حاصل کر لی جاتے گی اور اگر مطمئن رہے تو وہ مناسب سی جگہ پر کاپٹر اتار کر مقامی لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

اس طرح ان کو یہ فائدہ ہوتا کہ وہ اپنے مقاصد کے لئے کچھ وقت حاصل کر لیتے جبکہ گفتگو کے دوران مشکوک ہو کر انہیں فوری طور پر پکارتے لئے سوچنا پڑتا۔ اپنے خیال کا فوری جائزہ لیکر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو کاپٹر ٹو تھری ریڈیو۔ ہیلو۔“ فوراً ہی ایک کرخت آواز کاپٹر میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے نشر ہوئی۔

”ہیں۔“ عمران نے اپنے لہجے کو لیفٹیننٹ کے لہجے میں بدلتے ہوئے کہا۔

”کہاں کا ارادہ ہے لیفٹیننٹ بروک۔“ دوسری جانب سے پوچھا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ جس لیفٹیننٹ کو انھوں نے باندھ کر گرین ویلج کے تھانے میں چھوڑا ہے اسی کا نام بروک ہوگا کیونکہ یہ کاپٹر گرین ویلج تھانے کا تھا اور وہاں پر صرف ایک ہی لیفٹیننٹ تھا اور وہ تھا بروک اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی سمجھ رہے تھے کہ کاپٹر میں اس وقت بروک ہی موجود ہے اور یہ عمران کے لئے بہت اچھا سگنل تھا۔

”میں ایک ذاتی کام سے آیا ہوں۔“ عمران نے بروک کے لہجے میں کہا کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے اور نہ میں آفس آؤں گا۔“

”گویا چیف کو رپورٹ نہیں کی جاتے۔“ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

”جی ہاں۔“ عمران نے کہا۔ لہذا اسے اطلاع دینا نہ دینا برابر

ہے اگے تمہاری مرضی جو مناسب سمجھو گزر دو۔

ادکے۔ میں چیف کو اطلاع دیکر جھاڑ نہیں سنا چاہتا۔

پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔

مجھے علم ہی نہیں کہ تم اس طرف آتے ہو۔

ٹھیک یو۔ عمران نے کہا اور دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا عمران نے ٹرانسمیٹر

آف کیا اور نگاہیں نیچے دوڑانے لگا اسے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں وہ کا پیٹر بھی آنا سکتا اور
قرب دجوار سے کوئی گاڑی بھی حاصل کر سکتا تاکہ شہر میں داخل ہوا جاسکے نگاہیں ٹھیکتی
رہیں۔

نیچے درنگ فارم ہاؤسوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے کہیں مرغیوں کے غول نظر آتے
تھے تو کہیں گاتے بھینسوں کے پاڑے۔ عمران سب پر نگاہ ڈالتا ہوا کا پیٹر کو آگے بڑھاتا
رہا رفتا راستے بہت کم کر دی تھی۔

دفعہ چوتھ ٹپڑا۔ مرغیوں کے ایک فارم ہاؤس میں اسے ایک کار کھڑی نظر آتی تھی
مگر خاص بات یہ تھی کہ فارم ہاؤس کے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا اور چہار دیواری کے
اندر مرغیوں کے سارے ڈربے بند تھے عمران نے سر ہلایا اور ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا
پھر صفر سے مخاطب ہوا۔

ایک تالا کھولنا ہے مسٹر دفتر۔

میں نے دیکھ لیا ہے۔ صفر نے کہا۔ چہار دیواری زیادہ اونچی ہے آپ مجھے فارم

ہاؤس کے باہر ہی آنا دیں تاکہ میں تالا کھول سکوں۔

ٹھیک ہے۔ عمران نے کہا اور کا پیٹر کو ٹرن دیکر دوبارہ اسی جگہ لے آیا جہاں

فارم ہاؤس کا دروازہ تھا۔ کاپٹر اس نے بہت کم بلندی پر کر لیا تھا اتنا کہ وہ چہار دیواری سے بھی ایک آدھ فٹ نیچے ہو گیا تھا۔ صفدر نے جت لگائی اور نیچے پہنچ گیا۔ عمران نے کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور چہار دیواری عبور کر کے فارم ہاؤس کے اندر ایک صاف سی جگہ پر اسے اتار دیا۔ پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آئے۔

ایک منٹ بعد صفدر دروازہ کھول کر اندر آ گیا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی عمران کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت پھیلی تھی اسے توقع نہیں تھی کہ صفدر اتنے جلد تالا کھول لے گا اس نے اپنی حیرت کا اظہار صفدر سے کیا تھا۔

”کیا چراغ کا جن مل گیا تھا مسٹر دفتر؟“

”اتفاق ہے تھانے کا تالا لگائیکے بعد چابیوں کا گچھا میرے ہی پاس رہ گیا تھا۔“ صفدر نے بتایا اسی میں سے ایک چابی تالے کو لگ گئی ہے۔“

”گڈ۔“ عمران کے منہ سے نکلا پھر وہ دہان موجود کار کی طرف بڑھے عمران نے اسے دیکھا بھلا۔ کار فارم میں تھی اور اسٹینکی میں خاصہ بیڑل موجود تھا وہ ایک ایک کر کے کار میں بٹھ گئے صفدر دروازے کے پاس موجود تھا کار باہر نکل جائیکے لیا اسے تالا لگایا اور چابیوں کا گچھا چہار دیواری کے اندر پھینک دیا پھر وہ بھی کار میں جا بیٹھا اور کار حرکت میں آ گئی۔

عمران نے کاپٹر میں پرواز کرتے ہوئے شہر تک جانے والے راستے کو ذہن نشین کر لیا تھا اس لئے اسے کار اسٹیئر کرنے میں ذرہ بھر دشواری نہیں ہو رہی تھی دو چھوٹی سڑکوں سے گزر کر اس نے کار میں روڈ پر نکال لی پھر اسے قل رفتار پر چھوڑ دیا کار خامی اچھی حالت میں تھی لہذا وہ بڑے آرام سے دوڑتی رہی اور وہ آس پاس کی خاص خاص چیزوں کو ذہن نشین کرنے لگے۔

ایک سیک عمران چونک پڑا تھا سامنے سے ایک پولیس کار چلی آ رہی تھی اور اس میں سے

باہر نکلا ہوا ایک ہاتھ انھیں کار روکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ پولیس کار کی اگلی سیٹ پر بیٹین
نے باوردی مسٹر آفیسر نظر آ رہے تھے۔

”کیا ہم چھین گئے ہیں۔؟“ عمران کے ذہن میں ایک ہی لفظ ابھرا تھا دوسرے ہی لمحے
زن سے پولیس کار ان کے برابر سے نکل گئی۔

عمران نے مڑ کر دیکھا۔ پولیس کار رک رہی تھی پھر وہ یوٹرن لیکر پڑی تیزی سے
اُنی طرف آنے لگی تھی۔

اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ مشکوک ہو چکے تھے اور پولیس انھیں روکنا چاہتی تھی اور
روکنے کا مطلب گرفتاری کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔؟

ڈاکٹر ہارس اپنی قیامگاہ کے ایک کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا اس کے چہرے پر متوجہ
و فکر کے ساتے تھے اس کے سامنے ہی گومیس اور بروجر کھڑے ہوئے تھے۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے۔؟“ دفعتاً ڈاکٹر ہارس نے رکتے ہوئے
دیو کا گومیس سے پوچھا اور وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا۔

”ہیں ہارس میں نے بالکل صحیح کہا ہے۔؟“

”ایک بار پھر دوہراؤ۔“ ڈاکٹر ہارس نے تھکے ہوئے انداز میں ایک کرسی پر گر کر جیب ٹوٹلتے
ہوتے کہا پھر جیب سے ایک سگار نکالا اور اس کا سر نیچے کرنے لگا۔

”آپ کے حکم کے مطابق میں ڈیجیٹل کے علاقے میں ترک گیا تھا اور دو رین سے جائزہ

یتا رہا تھا جب آپ لوگوں کے کاٹھڑیاں آگے تو دور نشیب میں کسی جانب سے ایک کاٹھڑیا اور وہ ڈیخڑوں کے داتیں طرف پھیلے ہوئے جنگل میں ایک جگہ اتر گیا کاٹھڑی کے آرنے کے بعد گھٹے بعد وہ ڈیارہ بلند ہوا اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف واپس چلا گیا اسکے بعد انکو واپسی نہیں ہوتی۔

”کاٹھڑی کے اندر موجود افراد و ردی ہا میں تھے نا۔؟“
”ہیں باس۔“

گو میس نے کہا۔ ان میں ایک لیفٹیننٹ اور دو کانسیبل اور دو سپاہی تھے مگر واپسی میں انکی تعداد بڑھ گئی تھی اور چند فوجی باس والے بھی اس میں موجود تھے تو اد میں گئی نہیں سکا تھا۔

”کیا وہ عمران اور اسکے ساتھی ہو سکتے ہیں۔؟ ڈاکٹر مارن نے پوچھا۔“
”مکن ہے باس۔“ گو میس نے کہا۔

”گویا تم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔؟“

”باس وہ عمران اور اسکے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔“ گو میس نے کہا اس جنگل میں انکے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔؟

مگر سوال یہ ہے کہ وہ لوگ کون تھے جو انہیں کاٹھڑی میں نکال لے گئے۔؟

”باس میں نے دیکھا تھا۔“ گو میس نے کہا۔ اس کاٹھڑی پر ٹوٹھری ریڈی ڈیبلو تحریر تھا۔

”ریڈی۔ ڈیبلو۔“ ڈاکٹر مارن نے چونک کر کہا پھر گو میس سے پوچھا۔ اس کا رنگ

کیسا تھا۔؟

گو میس نے رنگ بتایا تھا۔

ہانسل ٹھیک۔ ڈاکٹر ہارس نے پر جوش لہجے میں کہا اب میں سمجھ گیا کہ انھیں وہاں سے کون نکال کر لے گیا ہے مگر عمران سے ان کا کیا تعلق۔؟
 ”کن لوگوں کا تعلق باس۔؟“ بروجر نے پوچھا۔

”یہاں سے قریب ترین گاؤں گرین ویلج ہے۔ ڈاکٹر ہارس نے بتایا۔ ایتم جی ڈیلو کو سمجھو اس سے گرین ویلج بنتا ہے وہ گرین ویلج کی پولیس کا کاٹیڑ تھا۔“
 ”مگر عمران کا ان لوگوں سے کیا تعلق۔؟“ بروجر نے پوچھا۔
 ”یہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور اس کا جواب گرین ویلج پہنچکر ہی مل سکتا ہے بروجر اس سے پہلے نہیں۔“

”کیا آپ وہاں جاتیں گے۔؟“ بروجر نے پوچھا۔
 ”یقیناً۔ ڈاکٹر ہارس نے کہا عمران اور اسکے ساتھی اسی حکم پر گتے ہیں اور کائنات حاصل کرنے اور عمران سے انتقام لینے کے لئے مجھے وہاں جانا ہی پڑے گا۔“
 ”لیکن باس ہم جاتیں گے کیسے۔؟“ بروجر نے پوچھا۔ لفٹ کار سے روانہ ہوتے ہی،
 ”گرجانندا اور سیکریٹ سروس کے چیف کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم گرین ویلج گتے ہیں۔“
 ”بہنیں یہاں سے روانگی سے پہلے ایک کام اور کرنا ہوگا۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔
 ”اسکے بعد ہی ہم محفوظ اور ان کی نگاہوں سے بچ کر یہاں سے نکل سکیں گے۔“

”وہ کام کیا ہے باس۔؟“ بروجر نے پوچھا۔

”دیکھتے رہو۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور فون اپنی جانب کھسکا کر ایک غیر ڈائل کیا اور
 ”اسپریٹ سے رابطہ قائم ہوتے ہی بولا۔ پولیس چیف گرجانندا سے ملاؤ۔“
 ”یس سیر۔“ دوسری جانب سے اسپریٹ کی آواز آئی اور ڈاکٹر ہارس نے ریسور کھٹ

اس ہوٹل میں انکی رہائش کا انتظام کر جانند نے ہی کیا تھا اسی وجہ سے ہوٹل کا عملہ ان سے خوفزدہ رہتا تھا اور ان کے بہرحکم کی تعمیل فوری طور پر کی جاتی تھی۔ کوئی یا بچہ منٹ اور فون کی گھنٹی بجی تھی ڈاکٹر مارس نے ریسپورڈ اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

بات کیجئے جناب۔۔ آپسرٹیر کی آواز آئی۔

کون ڈاکٹر مارس۔؟ فوراً ہی کر جانند کی آواز آئی۔

ہاں۔ ڈاکٹر مارس نے جواب دیا۔ چیف سے بات کرنی ہے مسٹر کر جانند۔۔

کیا بات ہے ڈاکٹر مارس۔۔ ایک لمحے بعد ہی سیکرٹ سروس کے چیف کی آواز آئی۔

ان لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔؟

نہیں۔۔ دوسری جانب سے کہا گیا اگلی تحہ بیات کی جا رہی ہے امید ہے کہ ان کا پیہ ہم

بہت جلد لگا لیں گے وہ ہماری گرفت سے نکل کر نہیں جاسکتے۔۔

میلر خیال ہی ہے کہ وہ لوگ جنگل میں چھپے ہوئے ہیں۔۔

اس امکان پر بھی غور کیا گیا ہے۔۔ چیف نے کہا۔ اور یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے کہ وہ زندہ

کس طرح بچے ہوں گے اور انکی پلاننگ کیا ہے۔۔

کیا میں یہ سب کچھ جان سکتا ہوں۔؟ ڈاکٹر مارس نے پوچھا۔

تینا مقصود نہ ہوتا تو اتنا کہتا ہی کیوں۔۔ چیف نے کہا۔ جس ہوٹل میں وہ رہائش

پذیرتھے اس سے چند فلائنگ کے فاصلے پر ایک اسٹور کو ای رات لوٹا گیا تھا جب وہ فرار ہوئے ہیں

اور لوٹا جانے والی چیزوں میں عیلم گیس والی جیکٹیں بھی شامل ہیں۔۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں اسکا احساس تھا کہ وہ ڈینجر زون میں گھر جاتیں گے

اور وادی میں کودنے کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چارہ کار نہ ہو گا۔۔

ہاں اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ لوگ انہی جیکٹوں کی مدد سے گرین ویلج جا رہے ہیں۔
چیف نے بتایا۔

”کیا ان جیکٹوں میں آگ لگی ہوئی ہے کہ وہ اتنا لمبا سفر کر سکیں۔؟
”فضائی راستے سے گرین ویلج دس میل دور ہے اور زمینی راستے سے بیس میل لہذا اگر
وہ تربیت یافتہ ہیں تو ان جیکٹوں کی مدد سے دس میل کا فاصلہ عبور کر سکتے ہیں البتہ فضائی
تربیت نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے جنگل کا رخ کیا ہوگا۔“

”اب کیا پروگرام ہے چیف۔؟ ڈاکٹر ہارس نے پوچھا۔

”جنگل میں دیکھنے کے بعد گرین ویلج کو دیکھا جائے گا۔“

”میں بھی ساتھ چلنا چاہتا ہوں۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔

”پہلے ہم یہ تپہ لگائیں کہ وہ کہاں ہیں اس کے بعد آپ کو بھی اسی جگہ بلوائیں گے“ چیف
نے کہا۔ ”پھر بھارت کا رخ کر سکتی ہے۔“

”آپ کی مرضی چیف۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ مگر یاد رکھتے عمران میرا شکار ہے۔“

”یاد ہے۔“ چیف کی آواز آئی۔ اور کوئی خاص بات۔؟

”جی نہیں شکریہ۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا۔

ڈاکٹر ہارس نے ریسور رکھا اور بروجر سے کہا۔ ”میک اپ کیس لاؤ۔“

”کیا یہ ضروری ہے۔؟ بروجر نے پوچھا۔

”ہاں اس سے پہلے کہ وہ گرین ویلج پہنچیں ہمارا وہاں پہنچنا ضروری ہے۔“ ڈاکٹر ہارس

نے کہا اور بروجر چیپ چاپ دوسرے کمرے میں چلا گیا وہ منٹ بعد واپس آیا تو اس کے ساتھ

میک اپ باکس بھی تھا ڈاکٹر ہارس ان لوگوں کو میک اپ کرنے لگا سب سے پہلے اس نے

بروجر کا میک اپ کیا تھا۔

”باس کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کاغذات میکس ویل ہی کے پاس ہوں۔“

”نہیں۔ ڈاکٹر ہارس نے گومیس کا میک اپ کرتے ہوئے کہا۔ چیف کا کہنا یہی ہے کہ جوشی کو مار کر کاغذات اور لٹیں عمران لے بھاگا ہے۔“

”کیا اس پر یقین کیا جاسکتا ہے باس۔“ بروجر نے پوچھا۔

”نہیں۔ مگر جب تک عمران نہ مل جاتے ہم اسکی تردید بھی نہیں کر سکتے۔“

”ایک مسئلہ اور ہے باس۔“ بروجر نے کہا۔ گومیس اپنے جیش سے ہیچانا جاسکتا ہے

اس صورت میں اسکا میک اپ کرنا نہ کرنا برابر ہوگا۔“

”رسک لینا ہی پڑیگا۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اس دوران وہ گومیس کا میک اپ ختم،

کر چکا تھا اور اب اپنا میک اپ کر رہا تھا ایک گھنٹے بعد وہ لوگ ہوٹل کے عقبی حصے سے باہر نکلے تھے انکی جیبوں میں ان کا ضروری سامان پاسپورٹ اور دیگر چیزیں موجود تھیں یقینہ سامان انھوں نے ہوٹل ہی میں چھوڑ دیا تھا۔

عقبی حصے سے وہ اس طرح نکلے کہ سب سے پہلے آگ لگنے کی صورت میں ہوٹل کو

پشت پر لگی ہوئی حفاظتی سیڑھی سے بروجر اترتا تھا پھر ڈاکٹر ہارس نیچے پہنچا اسکے بعد گومیس یہ طریقہ انھوں نے اسلئے اختیار کیا تھا کہ عقبی راستے پر گر جائند کا آدمی موجود تھا۔

کچن کے پاس ہی سے عقبی راہداری گزرتی تھی اور اوپر سے اترنے والا اس راہداری سے

گزرے بغیر عقبی راستے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور گر جائند کا آدمی کچن کے پاس ہی کرسمی

ڈالے بیٹھا ہوا تھا وہ لوگ اتنے ہی سے مطمئن ہو گئے تھے یہ بات ان کے سامان و گمان میں بھی

نہیں تھی کہ وہ لوگ فائر اسکیپ سے اتر کر ان کی نگاہوں میں آتے بغیر ہی نکل جاتے

گے اور انکی اسی غفلت سے ڈاکٹر ہارس نے فائدہ اٹھایا تھا۔

وہ گلیوں گلیوں چلتے ہوئے ایک گھنٹے میں اس لفٹ کا اسٹیشن تک جا پہنچے جہاں سے گرین ویلج اور نادرین سٹی تک لفٹ کا ریں جاتی تھیں ایک کار چلے کیلئے تیار تھی انھوں نے ٹکٹ لئے اور سوار ہو گئے۔

لفٹ کا حرکت میں آنے تک گومیس سیٹ پر تقریباً دو ہر ہو کر بیٹھا رہا تھا تاکہ دور سے دیکھنے پر وہ نمایاں نظر نہ آ سکے۔ لفٹ کار کے اسٹیشن سے باہر نکلنے کے بعد ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا ڈاکٹر ہارس اور بروجر سب سے آگے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ گومیس سے بالکل ہی بے تعلقی نظر آ رہے تھے آپس میں بھی انھوں نے گفتگو نہیں کی تھی۔

”گرین ویلج سب اسٹیشن پر اتر کر وہ گاؤں کے بازار میں پہنچ گئے ڈاکٹر ہارس کی نگاہیں چاروں طرف کسی چیز کی تلاش کر رہی تھیں۔

”کیا بات ہے یاس۔؟ بروجر نے آخر پوچھ ہی لیا۔

”یہاں کوئی سیاہی نظر نہیں آ رہا بروجر۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔

”چھوٹی سی آبادی ہے ممکن ہے عملہ زیادہ نہ ہو اور وہ لوگ تھلے ہی کی حرکت کر

محدود ہوں۔“ بروجر نے خیال ظاہر کیا۔

”ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور وہ آگے بڑھنے لگے قریب سے

گزرنے والے بڑی حیرت سے ان کو دیکھتے تھے۔

”ڈرائیو۔“ دفعتاً ڈاکٹر ہارس نے ایک آدمی کو روکتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے۔؟ اس آدمی نے بڑی خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

”یہاں پولیس اسٹیشن کس طرف ہے۔؟“ ڈاکٹر ہارس نے پوچھا اور وہ آدمی بتانے

لگا کہ وہ کس راستے سے پولیس اسٹیشن تک پہنچ سکتے ہیں۔

”شکریہ۔ ڈاکٹر مارسلے کہا اور وہ تہلاتے ہوئے راستے پر آگے بڑھنے لگے اس آدمی کی معلومات کے مطابق تھانے کا عملہ پانچ افراد پر مشتمل تھا ایک لیفٹیننٹ بروک دو کانسٹیبل اور دو سپاہی اور وہ تھانے ہی میں رہتے تھے۔

جلد ہی وہ پولیس اسٹیشن پہنچ گئے جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے چونکہ پٹرے تھانے کی عمارت کے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ کہیں گئے ہوئے ہیں۔“ پر وجہ پٹرے پر لایا مگر ڈاکٹر مارسلے کی نگاہیں تھانے کے دروازے کے پاس پٹرے ہوئے ایک مٹرے تڑے تاریچی ہوئی تھیں پھر وہ آگے بڑھا اور تالا اٹھالیا۔

”کسی نے اس تار سے تالا کھولا ہے۔“ ڈاکٹر مارسلے نے تار کو دیکھنے کے بعد تالے کا، معائنہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی تالے پر جھک گیا اس نے پٹرے مٹرے تار کا ایک سٹرک کے سوراخ میں ڈالا اور گھمانے لگا چند لمحوں بعد وہ تالا کھول کر اندر داخل ہو رہے تھے پھر وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے جس پر لیفٹیننٹ بروک کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔

دوسرا محلہ ان کیلئے حیرت زدہ کر دینے والا تھا کمرے میں وردی میں بیسویں تین افراد، بندھے ہوئے فرش پر پڑے بے بسی سے انھیں گھور رہے تھے۔

”ان کے منہ کھول دو۔“ ڈاکٹر مارسلے نے کہا اور بروک نے آگے بڑھ کر ان تینوں کے منہ کھول دیتے منہ کھلتے ہی ان لوگوں نے لمبی لمبی سانسیں لی تھیں۔

”شکریہ مسٹر۔۔۔“ لیفٹیننٹ بروک نے ڈاکٹر مارسلے سے کہا۔

”تم لیفٹیننٹ بروک ہو۔؟“ ڈاکٹر مارسلے نے اس کی وردی پر نگاہ ڈال کر پوچھا۔

”ہاں اور تم کون ہو۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ مہربانی کر کے ہاتھ پیچھے کھول دو۔“
 ”کیا تم ہی چند گھنٹے پہلے آئس اسٹیشن پر واقع جنگل میں بذرِ یوہ کا پٹر گئے تھے؟“ ڈاکٹر
 ہارس نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں مگر تمہیں کیسے معلوم؟“ لیفٹیننٹ بروک نے حیرت سے پوچھا۔
 ”اُسے چھوڑ دو۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ ”یہ تناؤ وہاں سے تم کسے لاتے تھے اور وہ کہاں ہیں؟“
 ”تم کون ہو۔؟ اسنے ڈاکٹر ہارس کو گھورتے ہوئے پوچھا۔
 ”تم مجھے نہیں جانتے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ ”البتہ میں اتنا تمہیں یاد دل کر چھ گرجاؤں کہ
 بھیجا ہے اور میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔“

”ادہ۔“ بروک کے منہ سے نکل گیا چند لمحوں کے سوچا رہا پھر اسنے وہ سب کچھ بتلادیا
 جو ان لوگوں کو پیش آیا تھا۔

”گویا وہ کاپٹن نادر ن ٹی گئے ہیں۔“ ڈاکٹر ہارس بڑبڑایا۔
 ”ہاں اور شاید وہ دارالحکومت جانا چاہتے ہیں۔“ لیفٹیننٹ بروک نے بتایا۔ کیونکہ
 وہ مجھ سے آمدورفت کے ذرائع پوچھ رہے تھے۔“

”ہو نہہ۔“ ڈاکٹر ہارس نے گردن ہلائی۔ ان پانچ میں کوئی عورت بھی تھی۔“

”ہاں ایک جوان عورت تھی مگر وہ سب فوجی وردیوں میں ملبوس تھے۔“

”ان کے جموں پر کسی قسم کی جیکٹیں یا اس سے ملتا جلتا کوئی لباس بھی تھا۔؟“

”نہیں۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ ”البتہ وردی کے نیچے ہو تو نہتہ نہیں۔“

”کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ وہ نادر ن ٹی سے دارالحکومت گئے ہوں گے۔؟“

”انھوں نے جس انداز میں معلومات حاصل کی تھیں وہ اسی بات کی طرف اشارہ

کہتا ہے کہ وہ دارالحکومت جانا چاہتے تھے۔“

”دارالحکومت میں انہوں نے کاپٹر کہاں چھوڑا ہوگا۔“

”وہ شہر سے باہر کسی بھی جگہ اسے چھوڑ سکتے ہیں۔“

”کیا نادرن سٹی کی انتظامیہ نے کاپٹر والوں سے پوچھ گچھ نہیں کی ہوگی۔“

”جیسے ہی کاپٹر نادرن سٹی کی حد میں داخل ہوا ہوگا پولیس ہیڈ کوارٹر سے کاپٹر والوں

سے رابطہ قائم کر کے آمد کے بارے میں پوچھا گیا ہوگا۔“

”تم وہاں جاتے ہو تو کاپٹر کہاں اتارتے ہو۔“

”ہیڈ کوارٹر میں ہی بیٹھ کر۔“ لیفٹیننٹ بروک نے جواب دیا۔

”ان لوگوں نے ظاہر ہے کاپٹر کسی اور جگہ اتارا ہوگا۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ کیا تم

تبدل سکتے ہو کہ اس پر ہیڈ کوارٹر والوں کا رد عمل کیا رہا ہوگا۔“

”اگر ان لوگوں نے ہیڈ کوارٹر والوں کو مطمئن نہیں کیا ہوگا تو اس وقت نادرن سٹی

کی پولیس انہیں تلاش کرتی پھر رہی ہوگی۔“

”اس وقت نادرن سٹی سے کوئی پرواز دارالحکومت جاتی ہے۔“

”شاید جاتی ہو۔“ لیفٹیننٹ بروک نے بتایا۔ وہاں سے دن بھر میں مختلف ممالک

کی ایئر لائنوں کے جہاز آتے جاتے رہتے ہیں۔“

”گویا ان کے لئے وہاں سے نکل جانیکے مواقع بہت ہیں۔“

”ہاں اگر تم ان کو پکڑنا چاہتے ہو تو اس کے لئے تمہیں نادرن سٹی تک کاپٹر کے ذریعے پرواز کرنا

ہوگی کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔“

”نفٹ کار سے نہیں جایا جاسکتا کیا۔“

”اس میں دیر لگے گی مگر۔۔۔ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ ٹھیک ہے تمہیں لفٹ کا رہی سے جانا ہوگا کیونکہ میں بھول گیا تھا کہ کاٹپروہ لوگ لے جا چکے ہیں۔“

”کوئی اور کاٹپروہ یہاں نہیں مل سکتا۔؟“

”نہیں۔۔۔ لیفٹیننٹ بروک نے ڈاکٹر مارس کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کسی کا پرائیوٹ کاٹپروہ؟“

”یہاں کسی کے پاس پرائیوٹ کاٹپروہ نہیں ہے۔۔۔ لیفٹیننٹ بروک نے اسکی بات کاٹ کر کہا۔

”ڈرائیوئر ٹیلی کاٹپروہ؟“ ڈاکٹر مارس نے کہا۔ کیا چکن وغیرہ والے والے کاٹپروہ میں

ہمیں حکمہ نہیں مل سکے گی۔؟“

”ڈرائیوئر ٹیلی کاٹپروہ دو بجے آئیں گے اور پانچ بجے واپس جائیں گے اگر تم ان سے

جانا چاہتے ہو تو رات تک انتظار کرنا پڑے گا۔“

”ہم۔۔۔“ ڈاکٹر مارس کے پیشانی پر شکنیں اٹھ رہی تھیں اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ

رہا تھا وہ جلد از جلد نادرن سٹی پہنچ کر عمران سے حساب چکانا چاہتا تھا مگر وہاں تک پہنچنے

کا راستہ مسدود ہو کر رہ گیا تھا۔

”کیا تم واقعی سیکرٹ سروس میں ہو۔؟“ دفعتاً لیفٹیننٹ بروک نے پوچھا اور ڈاکٹر

مارس چونک پڑا اسنے بروک کی آنکھوں میں دیکھا جہاں شک و شبہ کی پرچھائیاں رقص

کر رہی تھیں اسنے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری اور وہ بولا۔

”ہاں میں سیکرٹ سروس میں ہوں تمہیں یقین کیوں نہیں آتا۔؟“

جس قسم کی معلومات تم حاصل کرتے رہے ہو وہ ایک عام پولیس والے کے علم

میں بھی ہیں جبکہ تم سیکرٹ سروس کے کارندے ہوتے ہوئے بھی نہیں جانتے۔؟“

”بیلر تعلق خارجی معاملات سے رہتا ہے لیفٹیننٹ بروک اسی لئے میں مقامی حالات اور

معلومات سے پوری طرح واقف نہیں ہوں۔“

”یونہی۔“ بروک کے منہ سے نکلا تھا۔ کیا تم ہمیں نہیں کھولو گے؟

”کھول دیں گے اتنی جلدی کیا ہے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا پھر وہ لیفٹیننٹ بروک کے کمر سے باہر نکل آیا بروجر اور گومیس ان کے ساتھ تھے۔

”اب کیا کرنا ہے ہارس؟ بروجر نے پوچھا۔

”لفٹ کار سے جانیکے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔

”ان تینوں کے بار میں کیا سوچا ہے۔“ بروجر نے پوچھا۔

”ان کو ٹھکانے لگانا ضروری ہے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا وہ ہم تینوں کو پہچان چکا ہے

اور اگر انہیں ہم زندہ چھوڑ گئے تو وہ پہلی فرصت میں گرجا نند سے رابطہ قائم کر کے ہمارے بارک میں مطلع کر دے گا۔“

”اگر ایسا ہوا تو ہم عمران کو نہیں پاسکیں گے۔“ بروجر نے کہا۔

”میں اسکی نوبت ہی نہیں آنے دوں گا۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ اسکے علاوہ تم اب سے

خود کو علاوہ غیر میں تصور کرو اب ہماری مہم خفیہ نوعیت کی ہوگی اور ہم کبھی حال میں گرجا نند یا مقامی پولیس کا سامنا نہیں کریں گے۔“

”لیکن ہارس ہم باضابطہ طور پر یہاں آتے ہیں اس کا کیا ہوگا؟“

”ہماری حکومت خود نمٹ لیگی۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ ہمیں ہر حال میں عمران سے

صرف نہیں تیں اور کاغذات حاصل کرنے ہیں بلکہ اسے گرفتار کر کے اپنے ہجر لے جانے کچھ کوشش بھی کرنی ہے دوسری صورت میں عمران کو ٹھکانے لگانا ہوگا۔“

”گویا اب سے ہم اپنے آپ کو مقامی حکمرانوں کا مہمان تصور کرنا ختم کریں۔ گو میس نے پوچھا اور ڈاکٹر ہارس نے اثبات میں سر ہلادیا اور بولا۔

”اسکے علاوہ تمہیں اپنے آپ کو نمایاں کرنے سے باز رکھنا ہوگا۔“

”ٹھیک ہے ہارس۔“ گو میس نے کہا۔ ”نجانے کیوں اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھرتی تھی کشت و خون سے بھرپور چمک۔“

”تو پھر جو کچھ کرنا ہے ہارس جلدی کریں وقت گزر رہا ہے۔“

”آؤ۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور دوبارہ لیفٹیننٹ بروک کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

”کیا فیصلہ کیا۔“ لیفٹیننٹ بروک نے ڈاکٹر ہارس سے پوچھا۔

”کس بات کا فیصلہ۔“ ڈاکٹر ہارس نے چونک کر پوچھا۔

”میں مارنے یا زندہ چھوڑنے کا۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا اور ڈاکٹر ہارس چونک

پڑا پھر وہ بروک کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”خاصے ذہن لگتے ہو لیفٹیننٹ۔“

”اس میں ذہانت کی کوئی بات نہیں ہے۔“ لیفٹیننٹ بروک نے تھوگ نکلتے ہوئے کہا۔

”تمہارے رویے نے تیار کیا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو خود کو ظاہر کر رہے ہو۔“

”یہ حقیقت ہے کہ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔“

”مگر ہمارے ملک سے تمہارا تعلق نہیں ہے۔“ لیفٹیننٹ بروک نے کہا۔ ”اگر ہوتا تو تم آتے

ی جیب ہمارے منہ کھولے تھے تو ہاتھ میری آزد کردیتے جیب ایسا نہیں کیا گیا تو اس کا یہی مطلب

تھا کہ تم ہم میں سے نہیں ہو۔“

”دیہی گڈ۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ ”دار دینے کو جی چاہتا ہے۔“

باتوں میں مت الاق۔ یفینٹ بروک نے کہا۔ جو کچھ کرنا ہے کر ڈالو۔
 ”شکریہ د“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور جیب سے سائنس سرنگا ریو اور نکال لیا اسے
 دیکھتے ہی ان تینوں کے چہروں پر ہمدنی چھا گئی تھی پھر اس سے پہلے کہ دونوں کانٹیل چنخ
 چلا کر تھانے کے باہر واہوں کو مطلع کرتے ڈاکٹر ہارس کے ریو اور سے تین شعلے نکلے اور
 ان تینوں کی کھوپڑیوں میں ڈوب گئے۔

ڈاکٹر ہارس اور اسکے ساتھی لاپتہ ہیں چیف۔ گر جاننے ریسور کر ٹیل پر رکھتے ہوئے
 کہا اس کا لہجہ سوج میں ڈوبا ہوا لگ رہا تھا۔
 تمہارے آدمیوں کی کارکردگی بہت ناقص ہے گر جانند۔ سیکرٹ سروس کے چیف
 نے سرد لہجے میں کہا اسکے تیور اچھے نہیں تھے۔
 اسمیں میرے آدمیوں کا قصور نہیں ہے چیف۔ گر جانند نے کہا۔ جانتے ہیں آپ
 کہ ان لوگوں نے فرار کے لئے کونسا طریقہ اپنایا ہے۔؟
 تم ہی بتلا دو۔ چیف نے کہا۔
 وہ فائبر اسکیپ کے ذریعے فرار ہوئے ہیں۔
 تمہارے آدمی عقی حقے میں نہیں تھے کیا۔؟
 تھے مگر وہ گدھے عقبی دروازے والی راہداری میں بیٹھے رہ گئے اور وہ بالا ہی
 بالا فرار ہوئے میں کا مباب ہو گئے۔

”ان کا سامان وغیرہ۔“

”سالانہ ضروری سامان موجود ہے۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ واپس آئیے لے غائب نہیں ہوتے۔“

”ایسا ہی لگتا ہے چیف۔“ گر جانند نے کہا۔ ”میں نے چاروں طرف اپنے آدمی پھیلا دیتے

ہیں اور امید ہے کہ بہت جلد ان کا سرخ مل جائے گا۔“

”گو لفا میں ان کا سرخ ملنا ناممکن ہے گر جانند۔“ چیف نے کہا۔ ”میرا نیا خیال یہ

ہے کہ میری گفتگو کے بعد انھوں نے گو لفا چھوڑ دیا ہے۔“

”میں نے اس مکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے چیف۔“ گر جانند نے کہا۔ ”کچھ آدمی

گرین ویلج جانے والی نفت کار... اسٹیشن کی طرف بھی گئے ہیں اور اگر وہ گو لفا سے باہر گئے ہیں

تو ان کے ساتھی گومیس کی وجہ سے ان کا سرخ آسانی سے لگ جائے گا۔“

”ٹھیک ہے۔“ چیف نے سر ہلا کر کہا پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا مگر فون کی بول پڑنے

والی گھنٹی نے اسے خاموش کر دیا تھا۔

”ہیلو گر جانند اسپیکنگ۔“ اس نے لیو رکاں سے لگاتے ہوئے کہا۔

”دوسو بارہ بول رہا ہوں سر۔“ دوسری جانب سے آواز آئی۔

”تمہیں غالباً لفٹ کار اسٹیشن پر بھی گیا تھا۔“

”ہی سر۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ”میں نے ان تینوں کی تصویریں ٹکٹ وڈو

پر اور دوسرے عملے کو دکھائی تھیں مگر انھیں کوئی نہیں پہچان سکا۔“

”اوہ۔“ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ گو لفا سے باہر نہیں گئے۔“ گر جانند نے توجہ

میں ڈوبے ہوئے لمحے میں کہا۔

باتوں میں مت الاق۔ یہ فیٹنٹ بروک نے کہا۔ جو کچھ کرنا ہے کر ڈالو۔
 ”شکریہ د“ ڈاکٹر وارن نے کہا اور جیب سے سائلیشر لگا ریو اور نکال لیا اسے
 دیکھتے ہی ان تینوں کے چہروں پر ہمدردی چھا گئی تھی پھر اس سے پہلے کہ دونوں کانسیبل چیخ
 چلا کرتھانے کے باہر والوں کو مطلع کرتے ڈاکٹر وارن کے ریو اور سے تین شعلے نکلے اور
 ان تینوں کی کھوپڑیوں میں ڈوب گئے۔

ڈاکٹر وارن اور اسکے ساتھی لاپتہ میں چیف۔ اگر جانندے ریو کر ٹیل پر رکھتے ہوئے
 کہا اس کا لہجہ سوج میں ڈوبا ہوا لگ رہا تھا۔
 ”تمہارے آدمیوں کی کارکردگی بہت ناقص ہے اگر جانندے“ سیکرٹروس کے چیف
 نے سرد لہجے میں کہا اسکے تیور اچھے نہیں تھے۔
 ”اسمیں میرے آدمیوں کا قصور نہیں ہے چیف۔“ اگر جانندے کہا۔ جانتے ہیں آپ
 کہ ان لوگوں نے فرار کے لئے کونسا طریقہ اپنایا ہے؟“
 ”تم ہی بتلا دو۔“ چیف نے کہا۔
 ”وہ فاترا سکیپ کے ذریعے فرار ہوئے ہیں۔“
 ”تمہارے آدمی عقیقی حقے میں نہیں تھے کیا۔؟“
 ”تھے مگر وہ گدھے عقبی دروازے والی راہداری میں بیٹھے رگتے اور وہ بالا ہی
 بالا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔“

”ان کا سامان وغیرہ۔“

”سارا غیر ضروری سامان موجود رہے۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ والیس آئیجے لئے غائب نہیں ہوتے۔“

”ایسا ہی لگتا ہے چیف۔“ گر جانند نے کہا۔ میں نے چاروں طرف اپنے آدمی پھیلا دیتے

ہیں اور اہم رہے کہ بہت جلد ان کا سرخ مل جائے گا۔“

”گولفا میں ان کا سرخ ملنا ناممکن ہے گر جانند۔“ چیف نے کہا۔ میلر اپنا خیال یہ

ہے کہ میری گفتگو کے بعد انھوں نے گولفا چھوڑ دیا ہے۔“

”میں نے اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے چیف۔“ گر جانند نے کہا۔ کچھ آدمی

گرین، ویلج جانے والی لفٹ کا ر۔۔۔ اسٹیشن کی طرف بھی گئے ہیں اور اگر وہ گولفا سے باہر گئے ہیں

تو ان کے ساتھی گومیس کی وجہ سے ان کا سرخ آسانی سے لگ جائے گا۔“

”ٹھیک ہے۔“ چیف نے سر ہلا کر کہا کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا مگر فون کی بول ٹپر

والی گھنٹی نے اسے خاموش کر دیا تھا۔

”میلو گر جانندا سپیکنگ۔“ اس نے ریسور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”دوسو بارہ بول رہا ہوں سر۔“ دوسری جانب سے آواز آئی۔

”تمہیں غالباً لفٹ کا اسٹیشن پر بھی گیا تھا۔“

”یہیں سر۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ میں نے ان تینوں کی تصویریں ملٹ وڈو

پر اور دوسرے عملے کو دکھائی تھیں مگر انھیں کوئی نہیں پہچان سکا۔“

”اوہ۔“ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ گولفا سے باہر نہیں گئے۔“ گر جانند نے سوج

میں ٹو لے ہوئے لمحے میں کہا۔

”وہ تصویر والی شکل و صورت میں باہر نہیں گئے باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا بلکہ

میک اپ میں رہتے ہوئے انہوں نے گونفا چھوڑا ہے۔“

”کوئی خاص کلیو۔؟ گر جانند نے پوچھا۔

”یس باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔ گو میس کے چلتے سے ملتا جلتا ایک آدمی شام

کی تیسری کار سے گرین ویلج کے لئے روانہ ہوا ہے۔“

”اطلاع کا ذریعہ کیا ہے۔؟ گر جانند نے پوچھا۔

”ٹکٹ ویڈیو کے پاس ہی جنرل اسٹور کے کلرک نے ایک گو میس کے جتنے والے آدمی

کو دیکھا تھا اس کا کہنا یہی ہے کہ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے ان میں سے ایک نے ٹکٹ لئے

تھے اور پھر وہ الگ الگ جا کر لفٹ کا رہیں بیٹھ گئے تھے۔“

”یقینہ دو کے چلتے دوہراؤ وہ جو اسٹور والے نے بیان کئے ہیں۔“

”یس سر۔“ دوسری جانب سے کہا گیا پھر ایک ایک کر کے اسے دونوں کے چلتے بتائے

تھے پھر گو میس سے ملتے چلتے آدمی کا حلیہ بھی دوہرا دیا۔

”گڈ۔“ وہ تینوں یقیناً ڈاکٹر ہارس بروجر اور گو میس ہی ہوں گے۔“ گر جانند نے

کہا تو وقامت اور جتنہ اتہا کا سا ہے۔“

”میرے لئے کیا حکم ہے سر۔؟

”انہوں نے ٹکٹ کہاں تک کے لئے تھے۔؟

”گرین ویلج کے۔“ دوسری جانب سے کہا گیا یہ بات ویڈیو کلرک کو اس لئے یاد رہی سر کر

ٹکٹ لیتے ہوتے اسنے نارن ٹی کا بھی پوچھا تھا کہ کتنے کا ٹکٹ ہے۔؟

”گڈ۔“ گر جانند کے منہ سے نکلا۔

”اب یا حکم ہے باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا وہ کبھی باس کہہ کر غلطی کر رہا تھا اور کبھی سر اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ گرجا نند سے کچھ زیادہ ہی فری ہے۔“

سیدھے گرین ویلج چلے جاؤ اور وہاں ان تینوں کے بارے میں معلومات کرو۔“

”اگر وہ مل جاتیں تو پھر کیا کرنا ہے۔“

”نگرائی۔ اور صرف نگرانی۔“

”اوکے باس۔“ دوسری جانب سے کہا گیا۔

”اپنے ساتھ دو سوچو رہ کبھی لے جاؤ اور وہاں پہنچتے ہی جیسے ہی کوئی بات معلوم ہو وائرلیس پر رپورٹ دو ویسے لیفٹیننٹ بروک کو ان کے بارے میں بتلایا جا چکا ہے اس سے رپورٹ لیکروہیں سے مجھے کال کر لیتا۔“

”لیں سر۔“ دوسری جانب سے کہا گیا اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

”گڈ۔“ گرجا نند کے مڑتے ہی چیف نے کہا۔ تو وہ گولف اسے گرین ویلج پہنچ چکے ہیں غالباً وہ ہم سے پہلے عمران وغیرہ پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔“

”ایسا ہی لگتا ہے چیف۔“ گرجا نند نے کہا مگر کیا اس طرح وہ ہماری ہدایت کے خلاف نہیں جا رہے اور ایک جرم کے مرتکب نہیں ہو رہے۔“

”تمہاری دونوں باتیں ٹھیک ہیں گرجا نند۔ مگر یہ بات ذہن میں رکھو کہ ڈاکٹر ہارن اب سفارتی مراعات کا حقدار نہیں رہا وہ یقیناً اب ہماری نگاہوں میں نہیں آئے گا۔“

”اور عمران کے ساتھ ہمارا اس سے بھی ٹکراؤ ممکن ہے۔“

”کیا ہم بھی گرین ویلج چلیں چیف۔“

”کوئی ضرورت نہیں گرجا نند۔“ چیف نے کہا۔ اس وقت تک جب تک تمہارے دونوں

آدمی ان کے وہاں موجود ہونے کی اطلاع نہ دیدیں۔

”جیسے آپ کی مرضی چیف۔“ گرجا نند نے کہا اور کچھ سوچنے لگا چند منٹ بعد اسے فون پر کافی اور کچھ ملکی کھانے پینے کی چیزوں کے لئے کہا کیونکہ ان لوگوں نے صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا بھوکے ہی پھرتے رہے تھے۔

”کافی کے ساتھ ہی آنے والے لوازمات پیٹ میں اتار کر وہ کافی کے گھونٹ بھر رہے تھے کہ جب چیف نے گرجا نند سے کہا۔

”ایک گھنٹے سے زائد ہو گیا ہے رپورٹ نہیں ملی۔“

”جیسے ہی کوئی خاص بات معلوم ہوتی وہ فوراً کال کریں گے چیف۔“

”ہوتہ۔“ چیف نے سر ہلادیا۔

پھر جب وہ کافی ختم کر کے کپ رکھ رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی گرجا نند نے ہاتھ اٹھا کر ریسپونڈ کیا اور کان سے لگا لیا۔

”گرین ویلیج سے دو سو بارہ کی کال ہے سر۔“ آپسٹیر کہہ رہا تھا۔

”ملاؤ۔ فوراً۔“ گرجا نند نے کہا دوسرے ہالمر کلک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

اور فوراً ہی دو سو بارہ نمبر کی آواز آئی۔

”گرین ویلیج سے دو سو بارہ بول رہا ہوں سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا وہ لوگ آج کسی وقت

یہاں پہنچے تھے۔ لٹی کے لوگوں نے ایک کا پٹر تھانے میں اترنے اور ایک گھنٹے بعد دوبارہ پرواز کرنے سے دیکھا تھا اسکے بعد اب سے دو تین گھنٹے پہلے انھوں نے تین افراد کو تھانے کی طرف جانے ہوئے دیکھا

تھان کے چلتے وہی ہیں جو لفٹ کار اسٹیشن سے معلوم ہوتے تھے۔“

”آگے کہو۔“ گرجا نند نے کہا۔

”وہ لوگ بھی آدھے پونے گھنٹے بعد تھانے سے چلے گئے تھے دو دوکانداروں نے انھیں لفٹ کار اسٹین کی طرف جاتے دیکھا ہے اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کہاں گئے ہیں گولفایا نادرن ٹی۔“
 تیم نے لفٹ کار اسٹین سے اس بارے میں معلومات حاصل نہیں کیں۔ “گر جانندنے غراکر پوچھا وہ چھوٹا سا گاؤں ہے لفٹ کار پر زیادہ ریش نہیں رہتا ہوگا لہذا وہ ان تینوں کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ کس طرف گئے ہیں۔“

”سوری سر میں محض اس دیر سے لفٹ کار اسٹین نہیں جاسکا کہ تھانے سے یقینیٹ بروک دونوں کانسٹیبلوں اور دونوں سپاہیوں کی لاشیں ملی ہیں۔“
 ”کیا۔“ “گر جانندنے منہ سے نکلا۔“

”ہیں سر۔“ دوسو بارہ کی اکاؤنٹی سپاہیوں کو کہیں اور گولف ماری گئی ہے کیونکہ ان کو لاشوں کے پاس خون کا کوئی دھبہ نہیں ملا جبکہ یقینیٹ اور کانسٹیبلوں کو تھانے ہی میں قتلہ کیا گیا ہے سپاہیوں کو اسٹین گن سے اور بھرتیوں کو ریواور سے ہلاک کیا گیا ہے اس وقت علاقے کا میئر اور دوسرے تھانے میں موجود ہیں۔“
 ”کوئی پرائیم تو نہیں ہے۔“ “گر جانندنے پوچھا۔“

”نوسر۔“ دوسو بارہ نے کہا۔ پہلے آنیوالوں کا کاٹیر اسٹین کی طرف سے آیا تھا اور پھر وہ نادرن ٹی کی طرف چلا گیا۔ اب رہ جاتا ہے مسئلہ گولیس وغیرہ کا تو ان کے بارے میں میں ابھی جا کر معلوم کر لیتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے اور کچھ۔“ “گر جانندنے پوچھا۔“
 ”نو۔“ تھینکس سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گر جانندنے رابطہ منقطع کر دیا۔
 ”پھر آپ ٹیر سے بولا۔ کا پٹر تیار کرنے کا حکم دے دو۔“

”میں سر، آپسٹر کی آواز آئی۔ اور گماندہ نے سیور رکھ کر رابطہ منقطع کر دیا پھر وہ چیف کی طرف ٹرا اور اسے اینک کی رپورٹ بتانے لگا۔
”ٹھیک ہے ان حالات میں ہم کونا درن سٹی ہی چلنا پڑے گا۔“ چیف نے دوسو بارہ کی رپورٹ سننے کے بعد کہا۔

”کون کون جاتے گا چیف۔؟ گرجا ند نے پوچھا۔
”میں تم اور کپٹن شوٹر۔“ چیف نے کہا۔ یقیناً لوگوں کو وہیں سے ساتھ لے لیں گے۔
”میکس ویل وغیرہ یہاں ہی رہیں گے۔“
”جیسے آپ کی مرضی چیف۔“ گرجا ند نے کہا اسکی آنکھوں میں گہرے فکرا اور سوچ بچا کی پرچھائیاں لہرا رہی تھیں اور آنکھوں کی چمک بھی ہوتی تھی۔

عمران نے ایک لمحے کے اندر اندر سوچا اور پھر کار کی رفتار کم کرتا چلا گیا ساتھ ہادہ کار کو کنارے بھی کرتا جا رہا تھا پوری طرح روکنے سے پہلے وہ ان سے غمی طلب ہوا۔
”اپنے ہتھیار سنبھال کر رکھنا کوئی بھی دشواری پیش آسکتی ہے۔“
”ٹھیک ہے۔“ صغیر نے کہا اور اسٹین گن زانوں پر رکھ لی اسی طرح جو لیانا اور اور نعمانی نے کیا تھا عمران کے کار روکنے ہی عقب میں آنے والی پولیس کار بھی رک گئی تھی پھر اس میں سے دو انسپکٹر نکل کر ان کی طرف بڑھے ان کا انداز جارحانہ نہیں تھا اور دونوں ہاتھ کے چہروں پر ملکی سی مسکراہٹ تھی۔

”سوری سر۔ انسپٹروں میں سے ایک نے قریب آکر کہا۔ ہم نے آپ کو تکلیف دی۔“
 ”کیا بات ہے۔ بولو۔“ خاور نے کہا۔ کیونکہ اسکے جسم پر حوالدار کی وردی تھی جبکہ عمران
 جو بیلا اور نعمانی کے جسم پر سپاہی اور صفدر کے جسم پر حوالدار کی وردی تھی۔
 ”آپ سے تھوڑی سی معلومات درکار تھیں۔“ انسپکٹر نے کہا۔

”کہہ دیا بات ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔
 ”کیا اس سمت میں آپ نے کچھ ایسے افراد کو دیکھا ہے جو ایک تیلی ڈائج میں بڑی تیسر
 رفتاری سے جھاک رہے ہوں۔“

”نہیں۔ کون لوگ ہیں وہ۔“ خاور نے پوچھا۔
 ”ڈاکو جناب ابھی ایک بینک لوٹ کر بھاگے ہیں۔“
 ”پانچ منٹ کے اندر اس طرح سے تمہارے علاوہ اور کوئی گاڑی نہیں گزری۔“
 خاور نے کہا۔ شاید تمہارے مطلوب بکری کسی اور جانب چلے گئے ہیں۔“
 ”مکن ہے۔“ انسپکٹر نے کہا۔ مگر وہ اسی طرف آتے دیکھے گئے ہیں۔“
 ”کہیں وہ بینک کے ڈاکو ہم ہی تو نہیں ہیں۔“ صفدر نے غرا کر کہا۔

”میری آنکھیں اب اتنی بھی اندھی نہیں ہیں مگر میں اپنے فوجی بھائیوں کو بھی نہ پہچان
 سکوں اور چور ڈاکو سمجھ لوں۔“

”بس پھر راستہ چھوڑو ہمیں ایک اہم کام سے بلایا گیا ہے دیر ہو رہی ہے۔“
 ”سوری۔“ انسپکٹر نے کہا اور وہ پیچھے ہٹ گیا عمران نے صفدر کے اشارے پر
 گاڑی چلا دی کیونکہ عمران کے جسم پر سپاہی کے رینک کی وردی تھی کچھ آگے بڑھنے کے بعد
 نے مڑ کر دیکھا اور تیز زدہ لہجے میں بولا۔

”وہ نمبر لوٹ کر رہا ہے عمران صاحب۔“

”کرنے دو میں نے ویسے بھی اسکی آنکھوں میں شک و شبہ کی جھلک دکھی ہے۔“

”کیا واقعی؟“ صفدر کے منہ سے نکلا۔

”تم کیا سمجھتے ہو اس نے ہمیں حقیقتاً اسی لئے روکا تھا کہ ہم سے کسی نیلی ڈاج ولے

کے بارے میں پوچھ سکے کہ وہ کس طرف گئی ہے۔“

”تو پھر؟“ صفدر نے پوچھا۔

”اسنے محض ہماری وردی اور اسٹین گنوں کی وجہ سے ایسا کہا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”ورنہ درحقیقت انھیں شاید ہماری ہی تلاش پر ادھر بھیجا گیا ہے۔“

”مگر اتنے جلد وہ ہمارے وجود سے آگاہ کیسے ہو سکتے ہیں؟“

”کیا تم کا پٹر میں ہونے والی گفتگو بھول گئے۔“ عمران نے کہا۔ ”مجھ سے یقیناً کوئی

بھول ہوئی تھی اور وہ اسی وجہ سے ہماری جانب سے مشکوک ہوتے ہوئے ہو گئے۔“

”لیکن وہ تعاقب تو کرتے ہیں رہے۔“ صفدر نے ٹکر کر دیکھنے کے بعد کہا۔

”ضرورت بھی کیا ہے۔“ عمران نے کہا۔ ”صرف وائٹریس پر آگے پیڑولنگ سکوڑکی

کسی گاڑی کو ہمارے بارے میں اطلاع دینا کافی رہے گا۔“

”پھر تو ہمیں یہ گاڑی فوراً چھوڑ دینی چاہیے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں اور ایسا ہمیں شہر میں داخل ہوتے ہی کرنا پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔ ”ورنہ

بہت بری طرح پھنس سکتے ہیں کیونکہ یہاں کے راستوں سے آگاہی بھی نہیں ہے۔“

”عمران۔“ جولی نے آتی دیر میں پہلی بار اسے مخاطب کیا تھا۔ ”کیا ہم نے نادرن سٹی آکر

غلطی کا ارتکاب نہیں کیا؟“

”وہ کیسے مس واٹر ٹھاکر۔؟ عمران کا بچہ یک بیک ہی بدل گیا۔

”نادرن سٹی زیادہ تر علاقہ نظر نہیں آتا۔“

”پھر اس سے کیا ہوا۔؟ عمران نے پوچھا۔

”وہ لوگ ہمیں آسانی سے تلاش نہیں کر لیں گے کیا۔؟

”شاید ایسا ہو یا نہ ہو میں کچھ نہیں کہہ سکتا مس واٹر۔“

”جولیا نافٹر واٹر پلیئر۔“ جولیا نے کہا وہ اس لمحے عمران سے الجھنا نہیں چاہتی تھی۔

”اوہ۔ آہم۔“ ”فقط عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا اسے حقیقی غامیں پولیس کار نظر آئی

تھی جو تیز رفتاری سے انکی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

عمران نے آگے دیکھا چوراہا زیادہ دور نہیں تھا اسٹے گاڑی کی رفتار تیز نہیں کی اور

اسی رفتار سے چوراہا عبور کر ڈالا مگر چوراہے سے مڑتے ہی اسٹے رفتار بڑھائی شروع

کر دی اور دو تین فرلانگ بعد ہی گاڑی قریب ترین نظر آنے والی ایک گلی میں موڑ دی پولیس

کار سے چھٹکارہ پانے کا اسے یہی راستہ نظر آیا تھا۔

ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری گلی میں گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ ایک

ایسے چوراہے پر نکل آتے جہاں پبلک سٹاپنگ سینٹر بنا ہوا تھا۔

عمران نے گاڑی پارکنگ لاکھ طرف موڑ دی اور دو تین کاروں کے درمیان اسے

بارک کر دیا پھر مگر ان لوگوں سے بولا۔

”وردیاں اتار کر پیسٹ لوجلدی کرو۔“

”اوکے۔ ان لوگوں نے کہا اور لمحوں میں وردیاں اتار کر پیسٹ گتیں لپی ہوئی وردیوں

نو عمران نے اپنے ہاتھ میں سینکھال لیا ان لوگوں نے کمر بندھے ہوئے تھیلے ہاتھوں پر

سینہ مال لیتے تھے اور اسٹین گنیں کوٹوں کے اندر رکھ لیتے تھے پھر وہ کار سے اتر کر شاپنگ سینٹر میں داخل ہو گئے عمران سب سے آگے تھا۔

”یہاں سے اپنے لئے مناسب لباس خرید لو۔“ عمران نے ان لوگوں سے کہا اور وہ ادھر ادھر لگا ہیں دوڑاتے ہوئے ریڈی میڈ ملبوسات والے حصے میں پہنچ گئے یہاں سے انھوں نے لباس خریدے تھے پھر تھوڑی بہت شاپنگ اور کی پھر شاپنگ سینٹر سے نکل آئے عمران کچھ لگا ہیں سطرک کے اطراف دوڑ رہی تھیں۔

وہ اس سمت سے باہر نہیں آتے تھے جہاں انکی کار کھڑی تھی بلکہ یہ شاپنگ سینٹر کی دوسری سمت تھی کچھ دور مروجہ ایک کیفے کا بورڈ دیکھ کر وہ اسی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کیفے صاف ستھرا اور خاصہ بڑا تھا یہاں کسین بھی تھے۔

وہ کونے والے ایک کسین میں گھس گئے۔ عمران نے اس کونے کا انتخاب کیا تھا جہاں برابر میں کچن کو جانے والی راہداری بنی ہوئی تھی ویٹر کو آرڈر دے کر عمران کسین سے نکل آیا وردی والی کھٹھڑی اسکے ساتھ تھی۔

وہ کچن والی راہداری میں آگے بڑھنے لگا پھر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کھانا پکا یا جاتا تھا یہاں بڑے بڑے چولھے تھے جن میں کوتلے دھک رہے تھے۔

عمران نے کچن کا جائزہ لیا چھ آدمی کھانا پکانے میں مصروف تھے ان چھ میں تین تو سالن میز چیزوں کی طرف متوجہ تھے جبکہ دو ان میں سے کیک نکال رہے تھے چھ آدمی ایک کٹنگ مین کی طرح دروازہ کھول کر بیچے ہوئے نانین یا بر نکال رہا تھا عمران نے اندازہ لگایا کہ جلد ہی وہ حصہ دوسری جانب ہوگا جہاں سے آگ دھکا کر کے گرم کیا جاتا ہے وہ راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔

پھر وہ گھوم کر اس طرف آگیا جہاں بٹھی کا پچھلا حصہ تھا یہاں کونوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا

تھا ایک کرچا پڑا تھا اور بھی کے منہ پر بوسے کی ہینڈل والی بھاری چادر رکھی ہوئی تھی عمران نے آسمان
پاس کا جائزہ لیا پھر بڑی تیزی سے لکڑی کے ہینڈل کو قریب رکھے ہوئے کپڑے سے پچوکر
چادر اٹھا دی۔

پھر وردی والی گھٹری اس نے اندھ بھینکی اور چادر دوبارہ ڈھانپ دی اندر انگارے
دھک رہے تھے اور گھٹری بھینکتی ہی شعلے پکینے لگے تھے۔

عمران نے چادر دوبارہ بٹھی کے منہ پر رکھ دی اور قحط انداز میں واپس کچن والی راہداری
سے ہال میں نکل آیا پھر کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر وہ کین میں گھس گیا۔
”کیا رہا۔؟“ صفدر نے بے تابی سے پوچھا۔

”ٹھکانے لگا دیا۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا مینز ریمپاٹے اور دیگر
لوازمات موجود تھے۔

عمران بھی دوسروں کی طرح کھانے پر بیٹھا۔ چاتے پینے کے دوران بھی اس کا ذہن
اسی ادھیڑ بن میں نگار ہاتھاکر اب کیا کیا جاتے۔؟ جانیں بچا کر یہاں تک آجانی کے بعد اب لازمی
تھا کہ وہ کوئی مناسب اور ایسی نہا گاہ ڈھونڈ لیتے جہاں وہ دو چار دن ٹھہر سکتے۔ مالا نکہ
اگر وہ واپس جانا چاہتے تو یلین کیلئے آسان بات تھی مگر وہ واپس کیسے چلے جاتے جب تک عمران
میکس ویل کو ٹھکانے نہیں لگا دیتا وہ یہاں سے واپس نہیں جا سکتا تھا جوشی نے جو کچھ بتایا تھا
اسکے مطابق اب انکے ملک کے انجنیٹروں کی فہرست کو ڈی کوڈ کر نیوالا مرفی میکس ویل ہی رہ گیا
تھا۔ اسے ٹھکانے لگانے کے بعد ہی وہ اطمینان کا سانس لے سکتا تھا کہ اس کے ملک کے تمام وہ انجنیٹ
جو اس ملک میں سرگرم کاربن محفوظ ہو چکے ہیں اور میکس ویل سے نمٹنے کے لئے اسے ایک

ملا ملا خط لکھتے اس ناول کے پچھلے حصے۔ پہلا حصہ ٹرٹرنائٹ دوسرا حصہ خبیث شیطان۔

پر وگرا ذہن میں بتالیا تھا لیکن اس پر وگرا پر عمل کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ وہ یہاں کوئی محفوظ
ٹھکانہ بنا لیتا۔

اپنے چاروں ساتھیوں کو محفوظ جگہ چھوڑ نیکی لہری اس کا یہاں سے واپس گولغا جانے
کا پروگرام تھا اور اس بار وہ اکیلا جانا چاہتا تھا اس طرح ایک تو وہ آسانی سے میکس ویل کو ٹھکانے
لگا سکتا تھا دوسرے گرجا نند اور سیکرٹ سروس کے چیف وغیرہ کو یہ تاثر بھی دے سکتا تھا
کہ وہ ابھی گولغا ہی میں ہیں۔

اس طرح انھیں یہاں سے فرار کے مواقع آسانی سے میسر آ جاتے دفعتاً ایک خیال آ
ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ چونک پڑا چند سکنڈ اس نے اس خیال پر غور کیا پھر
اس طرح سر ہلایا جیسے اپنے خیال سے مطمئن ہو۔

میری واپسی تک تم لوگ یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے۔۔۔ عمران نے ٹھٹھے ہوتے ہوتے

کہا۔

کہاں جا رہے ہو۔؟ جو دیا نے پوچھا۔

مٹے کی شیشی ٹوٹ گئی ہے نا وہ لینے جا رہا ہوں۔۔۔ عمران نے کہا اور کین سے باہر نکل آیا تھلا

اس نے وہیں چھوڑ دیا تھا کین سے باہر نکل کر اس نے ہال کا جائزہ لیا۔

بیوفنی میں سر ہلانا ہوا آگے بڑھنے لگا ہال میں اس کے مطلب کی عورت نہیں نظر آئی تھی ڈیپا
پراگر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا اس کی بے چین نگاہیں آنے جانے والی عورتوں کا جائزہ لے
رہی تھیں اور انداز سے وہ کوئی نفع کا لگنے لگا تھا۔

ایک فرلانگ آگے نکل آئیے بی عمران ٹھٹھک گیا چند قدم کے فاصلے پر ایک چھپیں
اٹھائیس سالہ عورت ساڑھی میں ملبوس ایک ہوٹل کے شیشے کے دروازے سے باہر آرہی تھی جیسے

ہی عمران سے اسکی نگاہیں ملیں وہ ہلکے سے مسکرا دی۔

”وہ مارا۔“ عمران نے دل ہی دل میں کہا اور اس عورت کے قریب پہنچ کر رک گیا پھر وہ دونوں ایک ہی سمت میں آگے بڑھنے لگے۔

”میلینا! گریٹا ہے اور تم۔“ وہ دھیرے سے بولی۔

”راجر۔“ عمران نے کہا وہ اسکے قدم سے قدم ملا کر چل رہا تھا۔

”کیا خیال ہے مسٹر راجر۔“ گریٹا نے کہا۔

”کس بارے میں گریٹا ڈارلنگ۔“

”کیا تم میرا گھر دیکھو گے۔“ گریٹا نے نرم اور شیریں لہجے میں پوچھا۔

”ضرور۔“ عمران نے کہا کیا وہ شہر کے باہر ہے۔“

”نہیں صرف دس پندرہ قدم کے فاصلے پر۔“ گریٹا نے کہا اور ایک جگہ رک کر عمران کو

جانب اس انداز میں دیکھا جیسے اس کا منشا جاننا چاہی ہو۔

”چلو۔“ عمران نے اپنے چہرے پر نندیدہ پن کے تاثرات طاری کرتے ہوئے کہا۔

”دراصل میں ایک جگہ کچھ روپے لینے جا رہی۔۔۔“ گریٹا نے کہنا شروع کیا۔

”پسند کی بات ہے گریٹا ڈارلنگ۔“ عمران بات کاٹ کر بولا جو کچھ کہو گی دیدوں گا۔“

”اؤ پھر۔“ گریٹا نے کہا اور وہ اسی جگہ سے سڑک پار کرنے لگے سڑک پار کر کے گریٹا ایک

پتیلی سی گلی میں ٹری اور چند قدم چل کر ایک ایک مندرہ مکان کے سامنے رگ گئی پھر اسنے دستک دی

ایک روینٹ بعد دروازہ کھلا اور وہ اندر پہنچ گئے دروازہ کھولنے والی ایک ادھیڑ عمر عورت تھی۔

”اس طرف آئیے۔“ گریٹا نے کہا اور عمران کو لے کر وہ ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

خاصہ سیوا اور صاف ستھرا تھا۔

عمران نے تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لیا پھر اس طرح صوفے پر بیٹھ گیا جیسے اپنے ہی گھر میں ہو۔ صوفے کی پشت گاہ سے ٹکادیا تھا اور آنکھیں اس طرح بند کر لی تھیں جیسے بہت تھک گیا ہو۔

لیکن وہ تھکا نہیں تھا اپنی پوری سماعت اس نے اس مکان میں ہونے والی کسی بھی آہٹ کو سننے پر نگہداشتی تھی وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ یہاں گریٹا اور اس بوڑھی کے علاوہ اور کون کون ہے یہ جان لینے کے لیے وہ اپنی پروگرام کے دوسرے حصے پر عمل کرنا چاہتا تھا اگر صرف یہی دونوں تھیں تو عمران کی خوش قسمتی تھی۔

کہاں کھو گئے راجر۔؟ دھماکا گریٹا نے پوچھا وہ عمران کے بالکل برابر ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھی اور عمران اسکی سائیں اپنی گردن پر محسوس کر رہا تھا۔

کہیں نہیں۔۔ عمران نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کیا اس مکان میں اس بوڑھی کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا گریٹا ڈارنگ۔؟

وہ میری ماں ہے۔۔ گریٹا نے کہا۔ یہاں میلر باپ اور تین چھوٹے بہن بھائی بھی رہتے ہیں مگر تمہیں ان سے کیا۔؟

”تم جو کچھ کرتی ہو کیا یہ ان سب کو معلوم ہے۔؟“

نہیں۔ صرف ماں باپ کے علاوہ کسی کو کچھ نہیں معلوم۔۔ گریٹا نے کہا۔

”کیا ان لوگوں پر میلر مطلب ہے بچوں پر اسکا۔۔ عمران نے کہنا چاہا تھا۔

بچوں کو کچھ نہیں معلوم وہ اوپری منزل پر رہتے ہیں۔۔ گریٹا نے بات کاٹ کر کہا۔ اچھا

خیر یہ بتاؤ تم یہاں خوشی حاصل کرنے آتے ہو یا نامح بننے۔؟“

”مجھے صرف ایک بات بتلا دو۔“ عمران نے کہا۔ کیا تم خوشی سے یہ زندگی گزار رہی ہو۔؟
 نہیں کوئی لڑکی یہ زندگی خوشی سے نہیں گزار سکتی۔“ گرٹیٹا نے کہا مگر میرے لئے اسکے سوا
 اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ بہن بھائیوں کا مستقبل بتانا کیلئے میں خود کو اس راہ پر چھوڑ دوں
 اس وقت تک جتنک دہ خود کسی قابلِ زمین جاتیں۔

۔ سروں نہیں مل سکتی تھی۔؟ عمران نے پوچھا۔

وہاں بھی سچی کچھ کرنا پڑتا تھا۔“ گرٹیٹا نے کہا۔ اس علاقے میں کاروباری مواقع اتنے
 زیادہ نہیں ہیں کہ ہر فرد کو سروس مل جاتے اسی لئے یہاں کے عیاش طبع امیر کاروباری صرف
 لڑکیوں کو نوکری دیتے ہیں اور پھر ان سے سب کچھ چھین لیتے ہیں اور وہ محض ان کی دستگی
 کا سامان بن کر رہ جاتی ہیں۔“

”ہو نہہ۔“ عمران نے ہنسا رہا چونکہ لڑکیا کو تو بتا رہا پھر بولا۔ میں بھی عیاش آدمی
 نہیں ہوں گرٹیٹا اور تمہارے ساتھ بھی محض ایک وجہ سے چلا آیا ہوں۔“
 کیا مطلب۔؟ گرٹیٹا نے پوچھا۔

”میرے ساتھ چار ساتھی اور میں۔“ عمران نے کہا اور میں ٹھہرنے کے لئے کوئی ایسہ
 جگہ دیکھ رہا ہوں جہاں آرام اور سکون سے تین چار دن رک کر اپنی تھکن اتار سکیں۔“
 ”میں اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھتی۔“

ہم دراصل پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرتے ہیں۔ عمران نے کہا ابھی ایک مہم سے لوٹے
 ہیں اور آگے گولفا جا کر ایک دوسری برفانی چوٹی سر کرنی ہے۔“

اوہ۔ اب سمجھی۔ گرٹیٹا نے کہا۔ مگر تمہیں ہڈیوں میں ٹھہرنا چاہیے تھا۔
 وہیں ہیں مگر وہاں آرام نہیں ہے کبھی کوئی اختیاری ناکتہ آ رہا ہے اور کبھی کوئی

جبکی وجہ سے بجائے آرام ملنے کے ہم اور زیادہ تھک گئے ہیں۔“

”کہیں کوئی اور وجہ تو نہیں ہے۔؟ گریٹا نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔؟ عمران نے چوتھے بغیر پوچھا۔

”یہی کہ تم کسی ایسی جگہ ٹھہرنا چاہتے ہو کہ جہاں تمہارے ساتھیوں کی دستیابی کیلئے

بوقت کوئی عورت موجود ہو اور وہ اسے بھینٹ دے رہیں۔؟

”کیا اس جگہ نادر نڈی میں عورتوں کی کمی ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ گریٹا نے نفی میں سر ہلایا پھر بولی۔ مگر مجھے اس سوچ پر حیرت ہے۔“

”کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیے۔“

عمران نے کہا۔

”چار دن کا آرام ہمارے لئے بہت بڑی بات ہے اگر میرے ساتھی آرام نہیں کریں گے

تو بیمار پڑ جائیں گے اور پھر اگلی مہم سر نہیں ہوئی تو چھ لاکھ سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔“

”کون دے گا چھ لاکھ۔؟ گریٹا نے پوچھا۔

”وہ فرم جسکے لئے ہم سپلائی کی چوٹی سر کرنے کی فلم بنائیں گے۔“ عمران نے کہا وہ فرم

اس فلم کو پبلیٹی کے لئے استعمال کرے گی اور اسے کروڑوں کا فائدہ ہوگا۔“

”وہ فرم کتنی کیا ہے۔؟ گریٹا نے پوچھا۔

”یہ بتانا اس فرم کے مفاد اور معاہدے کے خلاف ہے اس لئے مجبوری ہے۔“

”مگر راجہ فیض میں تمہارے ساتھیوں کو یہاں کیسے رکھ سکتی ہوں۔؟ گریٹا نے کہا۔

”اوپر میرے بہن بھائی رہتے ہیں نیچے ایک کمرے میں مال باپ اور یہ کمرہ میل کاروباری گروپ

تم سمجھ رہے ہونا۔ ۹۔

ہاں۔۔ عمران نے کہا۔ روزانہ تم کیا کھا لیتی ہو۔ ۹۔

دوسو سے چار سو تک۔۔ گریٹا نے کہا۔ جیسا کھی اڑی پھینس جاتے۔۔

”پانچ ہزار روپے چار پانچ دن کیلئے کافی رہیں گے۔ ۹ عمران نے پوچھا اور گریٹا چونک
پڑی ایک لمحے کے لئے اسکے چہرے پر سرخی پھیلی تھی پھر وہ نارمل ہو کر کچھ سوچنے لگی چند لمحے
بعد اسے عمران کو دیکھا اور بولی۔

”ٹھیک ہے اس طرح میں تمہارے ساتھیوں کی دیکھ بھال بھی کر لوں گی اور باہر بھی نہیں
جانا پڑے گا اور وہ اسی کمرے میں رہ سکیں گے۔“
”گڈ۔۔“ عمران نے مسکرا کر کہا۔

”ویسے میں ان کے کام بھی آتی رہوں گی۔“ وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔
”تمہیں مایوسی ہوگی۔“ عمران نے کہا۔ میرے ساتھیوں میں کوئی بھی اس فحاش کا آدمی
نہیں ہے اور جب تک یہ ہم سر نہیں ہو جاتی وہ تمہیں ان معنوں میں دیکھیں گے بھی نہیں۔“
”پھر یہ اور بھی اچھا ہے میں اطمینان سے گھر میں رہ سکوں گی۔“ گریٹا نے کہا اور بہت
عرصے بعد گھریلو زندگی سے بطف اندوز ہوں گی۔“

”تمہارے ماں باپ کو تو اعراض نہ ہوگا۔ ۹۔

”نہیں۔“ گریٹا نے کہا۔ انہیں سب کچھ علم ہے میں تیار ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔“ عمران نے کہا اور پانچ ہزار روپے نکال کر گریٹا کے سامنے رکھ دیئے اور
بولا۔ یہ پانچ ہزار ہیں چلتے ہوئے پانچ ہزار اور تمہیں دوں گا۔“
”کیا۔ ۹ وہ چونک پڑی۔“

”ہاں تم مجھے پسند آتی ہو کیونکہ بنیادی طور پر تم ایک نیک لڑکی ہو اور تمہارے دل میں انسانیت اور محبت ہے تمہارا ضمیر ابھی زندہ ہے۔“

”ہیں بس۔“ وہ ہاتھ اٹھا کر بھڑائی ہوئی آواز میں بولی۔ آگے کچھ نہ کہنا راجح۔“

”ٹھیک ہے۔“ عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ میں ساتھیوں کو لے آؤں۔؟

”ضرور میں ان سے ملتے کیلئے بے تاب ہوں۔“ گریٹا نے کہا ایسے فرشتے بہت عرصے بعد مجھ سے ٹکراتے ہیں راجح۔“

”ہو نہ ہو۔“ عمران نے ہنکارا دہرایا اور ترجمہ آمیز لنگا ہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نادر ن ٹی کے ایک ہٹل کی دوسری منزل پر ڈاکٹر بار میں اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا سرک کانٹا رہ کر رہا تھا اسکے ذہن میں عمران کا نام ٹھونکنے مار رہا تھا یہاں آتے ہوئے ان کو دو گھنٹے ہوئے تھے اور ان دو گھنٹوں میں وہ اور بیرو جانی پوری کوشش کر چکے تھے مگر ابھی تک وہ عمران کا سراغ پانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔

ناکامی کے بعد ہی انھوں نے اس ہٹل میں کمرہ لیا تھا اور نہ یہاں آتے ہی انھوں نے عمران کے سلسلے میں پوچھ گچھ شروع کر دی تھی اور اب دوسری منزل کے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا وہ بھی سوچ رہا تھا کہ عمران کا سراغ کس طرح سے لگاتے۔

عمران کی خاطر اس نے مقامی سیکرٹ سروس اور پولیس سے بھی دشمنی مول لے لی تھی گولیاں سے چلے آنا اور گرین ویلج میں قانون کے تین محافظوں کا قتل ایسا نہیں تھا کہ سیکرٹ سروس والے

پولیس کا عملہ ان کو بخش دیتا وہ یقیناً انہیں پکڑنے کے بعد مقدمہ چلاتے اور غیر ملکی ایجنٹ کی حیثیت سے کورٹ مارشل کر کے انہیں سزائے موت کا قصدرٹھہرایا جاتا اور اس بار سے میں عالمی راستے عامہ اور بدنامی کے سبب انکی حکومت بھی کچھ نہ کر پاتی۔

لہذا اب اُسے سوچ سمجھ کر اور بڑی تیزی سے ایکشن میں آنا تھا اور جس قدر جلد ممکن ہو اسے عمران کا سرخ لنگا کر کاغذات حاصل کر لینے تھے اور اسکے بعد عمران کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا اور اسی طرح وہ... اپنی پولیش اپنے ملک کے حکام کی لنگاہوں میں بے قرار رکھ سکتا تھا اور عمران کے ملک میں ہونے والی شکست کا بدلہ لے سکتا تھا۔

مگر عمران کا سرخ لنگے کس طرح سے۔ یہی سب سے بڑا اور نابل ہوئی والا مسئلہ تھے جن میں دھمک پیدا کر رہا تھا یہ مسئلہ نابل ہوئی والا اس وجہ سے نظر آ رہا تھا کہ اس کے پاس کسی قسم کا کوئی کامیاب ایسا نہیں تھا کہ وہ اس پر چل کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا وہ کھڑکی میں کھڑا اسی مسئلے پر سوچ رہا تھا۔

”اب کیا پروگرام ہے یاں۔؟ بروجر نے پوچھا۔

عمران اور صرف عمران۔“ ڈاکٹر مارسن نے کہا۔

”مگر یاں اس خبیث شیطان کا تپہ کیسے لگے گا۔؟ بروجر نے کہا۔

”میں ہر صورت میں چند گھنٹوں کے اندر اندر عمران کا تپہ لگانا ہے۔“ ڈاکٹر مارسن

نے کہا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ چند گھنٹے بعد سکیورٹی سروس کا چیف اور گرجا نند یہاں آجائیں گے اور پھر ہماری نقل و حرکت آسان نہ رہ جائے گی۔“

”مگر وہ تو شیطان کی طرح غائب ہے۔“ بروجر نے کہا۔ اس کے سلسلے میں کوئی بھی

سرخ ہمارے ساتھ نہیں آ رہا پھر کیسے اسے پکڑا جاسکے گا۔؟

”اس کا طریقہ یہی ہے کہ میں اور تم دو پارٹیوں کی طرح بٹ کر شہر میں اسے تلاش کریں۔“

ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ ”چھوٹا سا شہر ہے اور ہم چند گھنٹوں میں شاید کامیاب ہو جائیں۔“

یہی مناسب بھی رہے گا۔“ بروجر نے کہا۔

”تم اور گومیس جاؤ گے۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا اور اگر اس کا سرخ بالوا اور موقع ہو تو اسے اغوا کر لانے کی کوشش کرو گے۔“

”مگر اغوا کر کے ہم اُسے کہاں لائیں۔؟ بروجر نے پوچھا۔ کیا ہول میں۔؟

”نہیں۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا چند لمحے سوچا رہا پھر بولا یا تو نگرانی کرتے رہنا اور اگر

موقع مناسب سمجھو تو انکی جاتے قیام ہی پر ان سب کو قبالو کر کے مجھے اطلاع کرنا۔“

یہ بہت مناسب رہے گا۔“ بروجر نے کہا۔ اگر انھیں قتل بھی کرنا پڑا تو ہم اس میں

ملوث ہونے سے بچے رہیں گے سر۔“

”ٹھیک ہے تو روانہ ہو جاؤ۔“ ڈاکٹر ہارس نے کہا۔ اب ہم رات کو دس بجے یہاں واپس

آئیں گے اور تم پوری رپورٹ دوہراؤ گے۔“

”ٹھیک ہے۔“ بروجر نے کہا اور وہ کمرے سے نکل آئے ڈاکٹر ہارس بھی انکے ساتھ ہی

کمرے سے نکلا تھا کمرہ مقفل کر کے وہ نیچے ہال میں پہنچے تھے۔

ہال زیادہ آباد نہیں تھا وہ ہال سے گزر کر سڑک پر آگئے پھر ڈاکٹر ہارس نے سر ہلا کر

انھیں جانے کا اشارہ کیا اور بروجر گومیس کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

”میلر خیال یہ ہے مسٹر بروجر۔ گومیس نے کہا کہ ہمیں پیدل ہی چلنا پڑیے۔“

”وہ کیوں۔؟ بروجر نے پوچھا حالانکہ وہ خود بھی یہی سوچ رہا تھا۔

”اس طرح ممکن ہے ان کا اور ہمارا آمناسا منسا ہو جاتے۔“

”بات اچھی کہی ہے تم نے گو میں بروجر نے کہا۔ میں خود بھی یہی سچ رہا تھا۔ شہر زیادہ بڑا نہیں ہے مگر انہیں نہ کہیں ہو ہی جاسکے گا۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے مسٹر بروجر۔“ گو میں نے کہا وہ ذرا جھک کر کڑا ہو کر چل رہا تھا تاکہ اس کا قد دوسروں کی نگاہوں کا مرکز نہ بن سکے وہ عمران کو ڈھونڈھنے کی خاطر چلتے رہے۔ ایک ایک ہٹول کیفے اور رستوران ان کی نگاہوں کا مرکز بن رہا تھا پھر تھک ہار کر وہ ایک ایئر کنڈیشنڈ ہٹول کی طرف بڑھے۔

بروجر کا ارادہ تھا کہ وہ کچھ دیر ٹانگوں کو آرام دیں گے ڈنر کریں گے پھر دوبارہ تازہ دم ہو کر عہدہ کا آغاز کریں گے مگر ہٹول پہنچنے سے پہلے ہی اسے رک جانا پڑا تھا ان کی نگاہوں کے سامنے سے ایک آدمی گزرا تھا وہ جانے کس دھن میں تھا کہ وہ بروجر کو نہ دیکھ سکا اور اسکے سامنے سے نکلا چلا گیا مگر بروجر اسے دیکھ چکا تھا۔

اور اسے دیکھتے ہی اس کے دل کی دھڑکنیں بڑھ گئیں تھیں اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسے عمران کے سلسلے میں کوئی سرخ پایا ہے قریب سے گزرنے والے آدمی کے چہرے پر میک اپ کیا ہوا تھا گوکہ میک اپ خاصے ماہر ہاتھوں کا تھا مگر بروجر نے اپنے سامنے سے گزرنے ہوئے میک اپ کو تاڑ لیا تھا۔

اسن ٹارٹے میں اسکی ذہانت سے زیادہ اس بات کا دخل تھا کہ اس آدمی کی کینٹولہ کی رنگت چہرے کی رنگت سے مختلف تھی شاید جلدی میں کیا جانیوالا میک اپ مکمل نہیں تھا یا پھر جلد بازی میں جلد کی رنگت صحیح نہیں کی گئی تھی لیکن یہی چیز بروجر کے لئے سودمند ثابت ہوئی تھی۔

اس نے غور سے اسکی چال کو دیکھا اور اس کا دل اچھل کر حلق میں آٹسکا چال جاتی

پہچانی تھی وہ بڑی تیزی سے اس کے پیچھے لپکتا تھا۔

انہیں ابھیلنے کے بعد ہی عمران گرٹیا کے گھر سے نکلا تھا۔

اس نے جو یا خا اور نعمانی اور صفدر کو وہاں پہنچا دیا تھا وہاں لے جانے سے پہلے اس نے ان کو گرٹیا اسکے ماں باپ اور اسکے پس منظر سے آگاہ کر دیا تھا تاکہ وہ گرٹیا اور اسکے ماں باپ کو آسانی سے ہینڈل کر سکیں اور اس کی عدم موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو مشکلات کا سبب بنے کیونکہ عمران نے گرٹیا کے باپ کی آنکھوں میں اپنے لئے ایک عجیب سی چمک دیکھی تھی اور وہ اسے کوئی معنی نہیں پہنچا سکا تھا۔

ہر طرح سے مطمئن ہوئی کہ بعد ہی وہ گرٹیا کے مکان سے نکلا تھا ان لوگوں کو اس نے بتا دیا تھا کہ وہ تنہا گولفا واپس جا رہا ہے حالانکہ ان سب ہی نے اس کے تنہا جانے کی مخالفت اور ساتھ جانے کے لئے ضد کی تھی۔

مگر عمران انہیں ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا اسی لئے اس نے سختی سے ان کو منع کر دیا تھا جو منصوبہ اسکے ذہن میں پرورش پا رہا تھا اس میں کسی اور کو ساتھ لے جانے کی کوئی بھی گنجائش نہیں تھی اور تنہا جانے ہی میں کامیابی کا دار و مدار تھا پھر وہ کیوں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جا کر ناکامی سے دوچار ہوتا۔ ۹

لہذا وہ ضروری تیاریوں کے ساتھ چل پڑا تھا چہرے پر اس نے ایک نیامیک اپ کر لیا تھا اور گرٹیا اور اسکے ماں باپ کی نگاہ بچا کر وہ مکان سے نکلا تھا اس نے نیامیک اپ

میں وہ ان کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح سے وہ مشکوک بھی ہو سکتے تھے اور یہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے اچھا نہ تھا۔

عمران کا ارادہ فوراً ہی گونٹا جائے گا تھا اور اس کے لئے اسے لفٹ کار سے ہی جانے کا ہی فیصلہ کیا تھا لیکن جانے سے پہلے وہ یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا اگر جانندہ وغیرہ کو ان کی یہاں موجود کا علم ہو سکا ہے یا نہیں اور اس کا نتیجہ وہ اس طرح لگالیتا کہ کسی بھی حکم سے وہ مقامی پولیس ہیڈ آفس فون کر کے گر جانندہ کی بابت پوچھ لیتا اگر گر جانندہ یہاں پہنچ چکا تھا تو آپریشن اسے تیار دیتا۔

اس نے ایک جھوٹے سے ہوٹل کے پاس رک کر کاؤنٹر پر نطر ڈالی فون کاؤنٹر پر نہیں تھا مگر فون کی تاریکی دیکھ کر وہاں فون موجود ضرور ہے وہ اندر داخل ہو گیا اور کاؤنٹر کلرک کے پاس جا کر فون کی بابت پوچھا۔
”فی کال مقامی دور روپے۔“ کاؤنٹر کلرک نے کہا عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چونک پڑا۔

ہاتھ مرنے والے فوجی کے شناختی کارڈ سے ٹکراتے تھے جسے اس نے اپنی جیب میں تلاشی لینے کے بعد دوسری چیزوں کے ساتھ ڈال لیا تھا۔
”نمبر تین تین تاکہ میں کال ملاؤں۔“ کاؤنٹر کلرک نے پھر کہا۔
”فون ادھر دیدو میں خود ہی ملاؤں گا۔“ عمران نے کہا۔
”نہیں۔“ کاؤنٹر کلرک نے نفی میں سر ہلایا فون میں ملاؤں کا صاحب کیونکہ اکثر لوگ دھوکے میں رکھ کر ٹرنک کال کر لیتے ہیں۔“

”ہو نہہ۔“ عمران کے منہ سے نکلا وہ یہ بہ گز نہ نہیں چاہتا تھا کہ کاؤنٹر کلرک کو

پولیس ہیڈ کوارٹر کے نمبر بتاتے اس طرح وہ مشکوک بھی ہو سکتا تھا۔

”ہاں صاحب بتاتے نمبر۔“ کاؤنٹر کلرک نے کہا اور عمران نے مردہ فوجی کا آئیڈنٹی کارڈ اس طرح پکڑ کر نکالا کہ تصویر پر اس کا انگوٹھا جا رہے پھر وہ کارڈ اسٹے کاؤنٹر کلرک کے سامنے کر دیا۔

کاؤنٹر کلرک نے ایک نگاہ کارڈ پر ڈالی اور بری طرح سے چونک پڑا عمران نے کارڈ دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور بولا۔

”میں صرف مقامی کلرک کروں گا دوست بے فکر رہو۔“

”جیج... جی۔ جی ہاں۔“ کاؤنٹر کلرک نے بہکلا کر کہا فوجی آئیڈنٹی کارڈ کو دیکھ کر اسکی حالت خراب ہو گئی تھی شاید وہ معمولی سا پڑھا لکھا تھا اور کارڈ پر سرخ رنگ سے آرگن کا لفظ لکھا ہوا پڑھ کر ہی تروس ہو گیا تھا اسٹے فون اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔
”ڈائریکٹری بھی دیدیں۔“ عمران نے کہا اور کاؤنٹر کلرک نے ڈائریکٹری بھی کاؤنٹر کے نیچے سے نکال کر اسکی طرف بڑھادی۔

عمران نے ڈائریکٹری میں پولیس ہیڈ کوارٹر کے نمبر دیکھ کر ذہنی نشین کتے مگر اس طرح کہ کاؤنٹر کلرک اسے محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

پھر اسنے دو تین نمبر خواہ مخواہ ہی نوٹ کتے اور ڈائریکٹری کاؤنٹر کلرک کو دیکر فون اپنی جانب کھسکایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

”پولیس ہیڈ کوارٹر۔“ دوسری جانب سے رابطہ فوراً ہی ملا تھا۔

”مسٹر گرجانبند سے بات کرادو فوراً۔“ عمران حکمانہ لہجے میں کہا وہ اسپرٹیکوپیجی تاثر دینا چاہتا تھا کہ وہ کوئی گرجانبند سے بھی بڑا آفیسر ہے۔

”ایک کون صاحب بول رہے ہیں سر۔“ آپس ٹیڑے پوچھا۔

”کینٹ ڈویشن سے...“ عمران نے کہا ہی تھا کہ آپس ٹیڑے بول پڑا۔

”سمجھ گیا سر۔ وہ تیزی سے کہہ رہا تھا کہ جانتا اور دوسرے افسران ابھی کہیں گئے ہیں آپ پیغام نوٹ کر دیں آتے ہی پہنچا دیا جائے گا۔“

”ان سے کہو کہ وہ فوراً ہی دارالحکومت سے رابطہ قائم کریں۔“

”سیر سر۔“ دوسری طرف کا جواب سنتے ہی عمران نے رابطہ منقطع کر دیا اس کا مقصد

حل ہو چکا تھا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کمر جانتا اور دوسرے یہاں پہنچ چکے ہیں اس نے گریٹا کے گھر کا فون نمبر ڈائل کیا۔

”کون بول رہا ہے۔“ اس نے ایک نسوانی آواز آئی یہ گریٹا تھی۔

”راجہ۔“ عمران نے کہا۔ ڈالہلائی۔

”ایک منٹ۔“ دوسری جانب سے کہا گیا پھر چند لمحوں بعد صفر کی آواز آئی۔

”ہاں دیکھو کمر جانتا اور دوسرے یہاں آچکے ہیں دعوت کی سہ چیز تیار رکھو تاکہ شرکت کا موقعہ کسی کو نہ مل سکے۔“

”میں سمجھ گیا۔“ دوسری جانب سے صفر کی آواز آئی اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا پھر

دس کا ایک نوٹ کاؤنٹر کلرک کو دیا اور بولا۔ باقی تمہارے۔“

پھر جواب کا انتظار کئے بغیر وہ اسے حیران چھوڑ کر باہر گیا اب وہ تیز تیز قدموں

سے لفٹ کا اسٹیشن کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے ٹکیسی لینا مناسب نہیں سمجھا تھا چھوٹا شہر ہونے

کے باوجود یہاں خاصی رونق تھی عمارتوں بٹلوں اور اسٹورز پر چھوٹے بڑے ہر طرح کے بیونے

ساتن رنگ برنگی روشنیاں بکھیر رہے تھے۔ بازاروں میں پہل پہل بھی تھی سردی خاصی تھی

مگر سات بجے کا وقت ہونیکے سبب سناٹا طاری نہیں ہوا تھا اور پیدل چلنے والوں کے ساتھ بچہ ٹہر نیک بھی رواں دواں تھا۔

عمران آگے بڑھتا رہا وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا ہوپل رہا تھا دفعتاً وہ چونک پڑا چونکہ کی وجہ وہ آدمی بنا تھا جو خاصے بھاری ڈیل ڈول کا مالک تھا اور جھک کر چلتے کے سبب وہ کپڑا نظر آ رہا تھا۔

اسکے جھک کر چلنے ہی نے اسے توجہ کیا تھا کیونکہ کافی دیر پہلے اسے اس آدمی کو اپنے، عقب میں دیکھا تھا اور وہ اب تک اسکے تعاقب میں لگے چلا آ رہا تھا اگر وہ کپڑا نہیں تھا جیسے کہ عمران کا خیال تھا تو اس کا عمران کے تعاقب میں لگے رہنا حیرت انگیز تھا اس لئے کہ اسی وہ کسی کی نگاہوں میں نہیں آیا تھا۔

پھر یہ کون تھا جو اس کا تعاقب کر رہا تھا۔؟ ہو سکتا ہے اس کا محض خیال ہی ہو کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے اور درحقیقت وہ غیر متعلق فرد ہو۔ عمران نے سوچا لہذا تصدیق کئے بغیر اسے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے یہی سوچ رہا ہے سٹرک پار کی اور ایک گلی میں گھس گیا گلی نیمہ تاریک تھی۔

چند قدم چلنے کے بعد ہی اسے عقب میں قدموں کی آواز سنئی اور سمجھ گیا کہ تعاقب کرنے والا بھی گلی میں داخل ہو گیا ہے پھر اسے محسوس کیا کہ چاب ایک نہیں دو افراد کے قدموں کو ہے گویا دو آدمی اس کا تعاقب کر رہے تھے مگر یہ تھے کون۔؟

عمران چلتا رہا اور سوچتا رہا ذہن کی طرح یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کیڑ بن کر کیوں چل رہا ہے اس کا جشہ بھاری تھا اور اسے اس طرح کیڑ بن کر چلنے میں خاصی دشواری ہو رہی ہوگی تو پھر وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔؟

”اسکے ذہن میں ابھر کہیں ایسا لو نہیں تھا کہ وہ اپنے ڈیل ڈول کو بیایا ہونے سے بچنا چاہتا ہو اور اسی وجہ سے کبڑا بن کر چل رہا ہو۔ یہ خیال آتے ہی ایسا لگا جیسے ذہن کے سارے دریچے ایک ایک کر کے کھلتے چلے گئے ہوں ساتھ ہی اس بھاری ڈیل ڈول والے کا چہرہ اسکی لنگا ہوں میں ابھر اور ساتھ ہی ایک نام بھی گومیس ... گومیس گومیس ...“

وہ گومیس ہی تھا ڈاکٹر ہارس کا دیوہیل آدمی اور اگر اس کا خیال صحیح تھا تو اسکے ساتھ یقیناً بروجیریا ڈاکٹر ہارس ہوگا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نہ صرف یہاں تک پہنچ چکے تھے بلکہ اسے بھی دھوڑ نکالا تھا۔

”اے ٹھہرو۔“ دفعتاً عمران کے عقب سے آواز ابھری مگر وہ رکے بغیر چلتا رہا البتہ گرد و پیش پر ایک نگاہ ڈالی تھی اور چونک گیا تھا۔

سوچ میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے اسے احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ کب وہ گلی سے نکلا تھا اور کب اس جھاریوں اور خود رو پودوں والے میدان میں آ گیا تھا۔

”میں تم ہی سے کہہ رہا ہوں مسٹر عمران۔“ عقب سے آوازی آئی اور عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی خوشخوار سی مسکراہٹ ان لوگوں نے خود ہی بھاڑا پھوڑ دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہارس کے ساتھی ہیں لیکن عمران رکا نہیں وہ اس طرح انجان بنا آگے بڑھتا رہا جیسے اسے نہیں کسی اور کو مخاطب کیا گیا ہو۔

”اے مسٹر عمران۔“ دفعتاً عمران کے شانے پر ایک بھاری سا ہاتھ جم گیا دوسرے ہی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کا گھولتہ شانے کو پکڑنے والے کے جھڑپے پر لگا دھوڑ کر کے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران کا گھٹنہ اس کے پیٹ پر لگا اور اس کا دھڑکنے لگا۔

پھر بکھانے والے کے ساتھی کے منہ پر پڑا۔

پیٹ پر ضرب کھانے والا عزا کر رہا گیا جبکہ منہ پر چوٹ کھانے والا قریبی جھاڑیوں پر جاگرتا تھا عمران غرائے دالے کی طرف مڑ رہا وہی دیونا گومیس تھا جو کبڑا بن کر اس کا تاقب کرتا رہا تھا عمران نے پے در پے اسکے چہرے پر گھونسنے مارے اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ عمران ایک لمحہ کلیتہً رکا دوسرے ہی لمحے اسنے اچھل کر دیونا گومیس کے سینے پر فلائنگ کلک ماری اور گومیس کے سیرکھڑ گئے وہ ڈکڑتا ہوا پیچھے ہٹا اور خاردار جھاڑیوں پر جاگرا ایک بار پھر اسکے منہ سے غراہٹ ناکراہیں نکلیں تھیں وہ اپنے آپ کو جھاڑیوں سے نکالنے کی جدوجہد کرنے لگا۔

عمران نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور دوبارہ گومیس کی کمر پر فلائنگ کلک ماری اس بار گومیس کا بھاری بدن جھاڑیوں کو توڑتا مڑتا رہا اور زیادہ اندر دھنس گیا ساتھ ہی گومیس کے حلق سے تیز چیخ بھی نکلی تھی عمران پلٹا اور ٹھیک وقت پر پلٹا کیونکہ پلٹتے ہی اسنے ڈزکی تیز آواز سنی تھی۔

گولی اسکے شانے سے ایک فٹ دور سے نکل گئی اگر وہ پلٹتا نہ ہوتا تو یہی گولی اسکے سینے پر لگی ہوتی دوسرے ہی لمحے عمران نیچے جھکا اور دوسرا فائر بھی خالی کیا تیسرے فائر کی لوہیت ہی نہیں آتی تھی عمران کے پیر کی ضرب اسکے ریوا اور والے ہاتھ پر پڑی تھی۔

ریوا اور اسکے ہاتھ سے نکل کر جانے کس طرف جاگرا وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ عمران کے پیر کی دوسری ضرب اسکے پیٹ پر لگی پھر جیسے ہی وہ جھکا عمران نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر ٹھکادیا اور وہ اڑتا ہوا جھاڑیوں میں پھنسے گومیس پر جاگرا۔ گومیس کے حلق سے نہ صرف کربہہ سی چیخ نکلی تھی بلکہ وہ گالیاں بھی بکتے لگا تھا۔

عمران بڑی تیزی سے فضا میں اچھلا اور پھر ٹانگوں کے بل بروجر پر گرا بروجر کے ساتھ ہوجو گومیس کی چیخ بھی فضا میں دوڑ نک لہرائی چلی گئی تھی اس بار گومیس جھاڑیوں میں اس حد تک اندر دھنس گیا تھا کہ اس کا وجود ہی غائب ہو کر رہ گیا تھا وہ دونوں ہی بری طرح ڈر رہے تھے عمران نے دوسری طرف چھلانگ لگادی۔

پھر اس نے بروجر کے کوٹ کا کالر پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے گومیس پر سے کھینچا دوسرے ہی لمحے بروجر بری طرح چیخا تھا وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے چلا رہا تھا نچلے کیا ہوا تھا خاردار جھاڑی کا کوئی کانٹا آنکھ میں لگ گیا تھا یا اور کوئی بات تھی عمران اس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکا تھا اس نے بروجر کو جھبکا دیا اور یولا۔

ڈاکٹر ہارس سے کہہ دینا کہ میرے راستے میں آیا تو کتے کی موت ماردن گا۔ پھر بروجر کے جواب کا انتظار کرتے بغیر ہی اس نے اسے جھاڑیوں میں دھکا دیا اور دوڑ لگادی اب وہ سیسہ ہڈی دوڑ رہا تھا وہ بلا دیر نہیں دوڑا تھا۔

اپنے عقیب میں اس نے بہت سے لوگوں کی آوازیں سنی تھیں شاید فائرنگ کی آوازوں نے انہیں اس طرف متوجہ کر دیا تھا ان آوازوں میں پولیس کی سیٹیوں کی آوازیں بھی شامل تھیں اس کا مطلب یہی تھا کہ قریب ہی موجود سپاہی بھی گولیوں کی آوازوں کی دیر سے اس طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔

لہذا اس کا وہاں رکنا حماقت ہی ہوتا وہ دوڑتا رہا پھر ایک لمبا چمکے کاٹ کر انداز سے چلتا ہوا وہ اسی راہ پر آگیا جہاں سے اس گلی میں مڑا تھا مین روڈ پر نکلنے سے پہلے اس نے اپنے آپ کا جائزہ لے لیا تھا اور بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کر لیا تھا اور اب اسے دیکھنے والے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ چند لمحے قبل کسی سے لڑتا رہا ہے آگے بڑھتے ہوئے وہ

گوئیں اور پردہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

یقینی طور پر وہ دونوں پولیس کے ہتھے چڑھ چکے ہوں گے کیونکہ جھاڑیوں میں
جانا ان کیلئے اپنے پس کی بات نہیں تھی اور اگر وہ خود اپنی کوشش سے نکل بھی آتے تو بھی یہ فوراً
ہی نہیں ہو سکتا تھا اور جب تک وہ نکل پاتے پولیس ان تک پہنچ جاتی اور ان کیلئے جوابدہی
کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔

عمران بہت تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اسکے پاس اسلحہ کی صورت میں صرف ایک
ریلو اور تھا اور وہ بھی اسے بیروں میں پہنتے ہوئے الاسٹک دلے موزے میں اڑسا ہوا
تھا تاکہ تلاشی کی نوبت آئے تو ریلو اور نہ مل سکے۔

لفٹ کار اسٹیشن پر گولف جانیوالی کا رتیا رتھی نکاسی کے راستے پر موجود گھڑی
اسکی روانگی کا اعلان کر رہی تھی اسنے پھرتی سے ٹکٹ لیا اور ٹھیک اس وقت بجلی کی سی تیزی
سے دروازے سے کاریں پہنچ گیا کہ جب اس کا آٹومیٹک دروازہ بند ہونا شروع
ہو گیا تھا۔

عمران نے سرسری سی نظر لفٹ کاریں بٹھینے والوں پر ڈالی اور ایک خالی سیٹ پر
بیٹھ گیا۔ کیونکہ یہاں صرف دو ہی سٹیں خالی تھیں ایک ایک عورت کے برابر اور دوسری
وہ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔

اس کا پڑوسی ایک ادھر عمر والا کوئی کاروباری آدمی تھا کیونکہ وہ بار بار اپنے زانوں
پر رکھے ہوئے بریف کیس کو فحواہ فحواہ ہی صبح کرنے لگتا تھا عمران نے بریف کیس پر نظر
ڈالی اور اسکے لیوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

بریف کیس پر مسٹر ڈاؤگرینجر اسپیس ٹو اتے لمیٹڈ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے

اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت عمران پر اپنی مینجری کا رعب ڈالنا چاہ رہے تھے عمران نے دل ہی دل میں ان کی حماقت کی داد دی اور اذگھنے لگا ایسا اسنے جان بوجھ کر کیا تھا کیونکہ اسنے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ایک یا تو فی آدمی ہے۔

وہ اپنی مینجری کا اظہار اسی لئے کر رہا تھا کہ بعد میں اسکے اثر سے بات چیت کر سکے جبکہ عمران بات کرنے کے موڈ ہی میں نہیں تھا لفظ کار سیک رفتار سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اور عمران انکھیں بند کرتے سوچ میں ڈوبا ہوا نظارہ دیکھ رہا تھا یہ ادب بات تھی کہ ذہن اپنے منصوبے کی ساری جزئیات پر غور کرتے ہوئے ان کی خامیوں کو تلاش کر رہا تھا۔

گر جانند کا مشورہ صحیح تھا۔ سکیورٹ سروس کا چیف سوچ رہا تھا نگاہیں اس سلی کا پیر پر جمی ہوئی تھیں جو کارلائٹوں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا یہ وہی کا پٹر تھا جس میں عمران آئس اسٹیشن سے وہاں پہنچا تھا۔

یہاں پہنچتے ہی گر جانند نے اس سے کہا تھا اگر گرین ویلج والوں کا کا پٹر جس میں عمران اور اسکے ساتھی سوار تھے کہیں اتارا گیا ہو گا تو وہ جگہ فارم باقوسوں کا علاقہ ہی ہو سکتی تھی۔ گرین ویلج کے تھالے میں ملنے والی لاشوں میں سے ایک کا ٹیٹیل میں اس وقت جان تھی جب میٹر وغیرہ وہاں پہنچے تھے اور وہ کا ٹیٹیل ان کو آئس اسٹیشن پر واقع جنگل

گوئیں اور بر دجر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

یقینی طور پر وہ دونوں پولیس کے ہتھے چڑھ چکے ہوں گے کیونکہ جھاڑیوں سے پہلے جانا ان کیلئے اپنے بس کی بات نہیں تھی اور اگر وہ خود اپنی کوشش سے نکل بھی آتے تو بھی یہ فوراً ہی نہیں ہو سکتا تھا اور جب تک وہ نکل پاتے پولیس ان تک پہنچ جاتی اور ان کیلئے جوابدہی کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔

عمران بہت تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اسکے پاس اسلحہ کی صورت میں صرف ایک ریوا لور تھا اور وہ بھی اسے بیروں میں پہنچے ہوئے الاسٹک ولے موزے میں اڑسا ہوا تھا تاکہ تلاشی کی نوبت آتے تو ریوا لور نہ مل سکے۔

لفٹ کار اسٹیشن پر گونہا جان بوالی کا تیار تھی نکاسی کے راستے پر موجود گھڑی اسکی روانگی کا اعلان کر رہی تھی اسنے پھرتی سے ٹکٹ لیا اور ٹھیک اس وقت کھلی کی سی تیزی سے دروازے سے کار میں پہنچ گیا کہ جب اس کا آٹو میٹک دروازہ بند ہونا شروع ہو گیا تھا۔

عمران نے سرسری سی نظر لفٹ کار میں بیٹھنے والوں پر ڈالی اور ایک خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ یہاں صرف دو ہی سیٹیں خالی تھیں ایک ایک عورت کے برابر اور دوسری وہ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔

اس کا پڑوسی ایک ادھیر عمر والا کوئی کاروباری آدمی تھا کیونکہ وہ بار بار اپنے راتوں پر رکھے ہوئے بریف کیس کو خواہ مخواہ ہی صبح کرنے لگتا تھا عمران نے بریف کیس پر نظر ڈالی اور اسکے لیوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

بریف کیس پر مسٹر ڈاؤگر منیجر اسپیس ٹواتے میسڈ کے الفاظ لکھے ہوتے تھے

اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت عمران پر اپنی مینجری کا رعب ڈالنا چاہ رہے تھے عمران نے دل ہی دل میں ان کی حماقت کی داد دی اور انکھنے لگا ایسا اسنے جان بوجھ کر کیا تھا کیونکہ اسنے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ایک باتوئی آدمی ہے۔

وہ اپنی مینجری کا اظہار اسی لئے کر رہا تھا کہ بعد میں اسکے اثر سے بات چیت کر سکے جبکہ عمران بات کر نیکیے موڈ ہی میں نہیں تھا نفٹ سہا ر سبک رفتار سی سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اور عمران انکھیں بند کرتے سوچ میں ڈوبا ہوا بظاہر فکھ رہا تھا یہ اور بات تھی کہ ذہن اپنے منصوبے کی ساری جزئیات پر غور کرتے ہوئے ان کی خامیوں کو تلاش کر رہا تھا۔

گر جانند کا مشورہ صحیح تھا۔ سکیڑٹ سرس کا چیف سوچ رہا تھا لنگاہیں اس سہلی کا پیر پر جمی ہوئی تھیں جو کارلائٹوں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا یہ وہی کا پٹر تھا جس میں عمران آئس اسٹیشن سے وہاں پہنچا تھا۔

یہاں پہنچتے ہی گر جانند نے اس سے کہا تھا کہ اگر گرین ویلج والوں کا کا پٹر جس میں عمران اور اسکے ساتھی سوار تھے کہیں آنا راگیا ہو گا تو وہ جگہ فارم ہاؤسوں کا علاقہ ہی ہو سکتا تھی۔ گرین ویلج کے تھالے میں ملنے والی لاشوں میں سے ایک کا ٹیٹیل میں اس وقت جان تھی جب میٹر وغیرہ وہاں پہنچے تھے اور وہ کا ٹیٹیل ان کو آئس اسٹیشن پر واقع جنگل

سے یہاں تک کے سارے واقعات سن کر رہا تھا۔

اور انھیں یہ علم ہو گیا تھا کہ عمران نادر ن ٹی پیج چکا ہے اور اسکے ساتھی بھی اسکے ہمراہ موجود ہیں لہذا انھیں سب سے پہلے کا پٹر کی تلاش ہوتی تھی اور گر جاندا نے اپنے انداز سے کے مطابق کا پٹر کو تلاش کر لیا تھا۔

اس وقت کا پٹر کے پاس گر جاندا اور سیکرٹ سروس کے چیف اور کپٹن شوٹر کے علاوہ مقامی خفیہ پولیس کا چیف اور نصف درجن کانسٹیبل موجود تھے دو انسپکٹر بھی تھے اور پولیس کی پانچ کاریں وہاں موجود تھیں۔

ان پانچ کاروں کی بیلڈ لائٹوں کی روشنیاں کا پٹر پر پڑ رہی تھیں۔ فارم ہاؤس میں وہ نالائق کمر اندر داخل ہوئے تھے اور اب اس پاس کے فارم ہاؤس والوں سے پوچھ گچھ کا سلسلہ جاری تھا۔

لیکن سیکرٹ سروس کا چیف یہ سوچ رہا تھا کہ کیا عمران اور اسکے ساتھیوں کا پتہ آسانی سے لگ جائے گا۔؟ ظاہر ہے یہاں انھوں نے کوئی پناہ گاہ ضرور بنائی ہوگی اور اس وقت وہیں ہوں گے۔

اور انکی پناہ گاہ تک پہنچنے کا آسان راستہ یہی تھا کہ یہ پتہ لگ جاتا کہ یہاں سے عمران اور اسکے ساتھی شہر کیسے پہنچے ہیں۔؟

دفعۃً وہ چونک پڑا ایک آدمی تیز ترین قدموں سے چلتا ہوا اسی طرف آیا تھا یہ اس کار سے نکلا تھا جس میں وائس رئیس کا نظام موجود تھا اسنے گر جاندا کو کسی کی کال کی اطلاع دی تھی گر جاندا اسکے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

اسکی دو تین منٹ بعد ہوتی تھی اور وہ خاصہ پر جوش نظر آ رہا تھا سیکرٹ سروس

کے چیف نے سوالیہ انداز میں اسکی جانب دیکھا تھا۔

”عمران اور اسکے ساتھی اسی فارم ہاؤس کی گاڑی میں شہر گئے تھے۔“ گرجا نند کہہ رہا تھا۔
ہماری پہلے دی ہوئی اطلاع کی وجہ سے وہ ایک پولیس پٹرولنگ سکوڈ کی گاڑی والوں کی
نظروں میں آگئے تھے۔

”کیا انھوں نے عمران وغیرہ کی پتاہ گاہ کا تہہ لگالیا؟“

”نہیں۔ احتیاط کے باوجود عمران اور اسکے ساتھی انھیں ڈاج دے گئے تھے۔“ گرجا نند
نے کہا اور وہ سادہ رو داد دوہرائے لگا جو ابھی ابھی اس پولیس پٹرولنگ کار کی رپورٹ
پر مبنی اسے ملتی تھی جن نے عمران دالی کار کو روکا تھا۔

”گڈ۔“ چیف کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ مگر یہ براہو اگر وہ اسے کھو بیٹھے۔“

”نہیں۔“ گرجا نند نے کہا وہ متعاقب خفیہ والوں کی نگاہ میں ہیں۔“

”وہ کیسے؟“ چیف نے پوچھا۔

”کار چھوڑ کر وہ ایک کیفے میں جا بیٹھے تھے جبکہ پولیس پٹرولنگ والے انھیں
تلاش کر کے مایوس ہو چکے تھے پھر ایک پولیس انسپیکٹر کو جو کہ چھٹی کمرے جا رہا تھا وہ کیفے
سے نکلے ہوئے نظر آگئے اور اسنے ان کا تعاقب کر ڈالا۔“

”کیا وہ انسپیکٹر انھیں پہچانتا تھا؟“

”ہاں کیونکہ وہ اسی پٹرولنگ کار میں تھا جس نے عمران دالی کار کو روکا تھا گو کہ
اس وقت عمران اور اسکے ساتھی وردی میں تھے اور کیفے سے نکلے ہوئے سادہ لباس میں
مگر پھر بھی اسنے انھیں پہچان لیا تھا۔“

”اب وہ کہاں ہیں۔“ چیف نے پوچھا۔

”وہ چاروں ایک کال گرل کے مکان پر ہیں۔“ گر جانتے نہ بتایا۔

”چار۔“ چیف نے دہرایا مگر وہ پانچ ہیں۔“

”ہاں مگر ان میں ایک نہیں تھا جبکہ کیفے سے انھیں لے جانے والا کوئی اور آدمی تھا اور وہ کار

روکنے کے وقت ان میں شامل نہیں تھا۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کچھ مددگار بھی رکھتے ہیں۔؟“

”یقیناً چیف۔“ گر جانتے نہ کہا۔ اسی بات نہ ہوتی تو وہ اس آسانی سے اوریوں دیدہ

دلیری سے دندناتے نہ پھرتے۔“

”ہمیں فوراً ہی وہاں چھاپہ مارنا چاہیے۔“

”میں نے احکامات دے دیتے ہیں۔“ گر جانتے نہ کہا۔ اب تک پولیس نے اس کا

گرل کے مکان کو گھیرے میں لے لیا ہوگا۔“

ادہ۔ ”چیف مضطرب ہو گیا۔ انھیں شبہ بھی ہو گیا تو وہ نکل بھاگیں گے مسٹر گر جانتے

انکی دور سے نگرانی کرانی چاہیے تھی۔“

”میں جانتا ہوں چیف کہ وہ بہت چالاک ہیں اسی لئے میں نے حکم دیا ہے کہ ہر اس

راستے کی نگرانی کی جائے جو اس کال گرل کے مکان کو جاتا ہے جس میں ان لوگوں نے پناہ لی

ہوتی ہے مکان کے قریب کوئی نہ جاتے۔“

”ملو پھر۔“ چیف نے کہا اور وہ وہاں سے چل پڑے گر جانتے کا پیٹر کے بارے میں

وہاں موجود لوگوں کو پہلے ہی ہدایت دے چکا تھا صرف ایک گاڑی میں وہ رولانہ ہو گئے تھے۔

جبکہ یقیناً گاڑیاں وہاں رکی رہ گئی تھیں۔

تیز رفتار ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ بیس بائیس منٹ میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں

اس کال گرل کا مکان تھا جس میں عمران اور اسکے ساتھی پناہ گزیں تھے یہاں پولیس کے مسلح، سادہ لباس والے نظر آ رہے تھے اور وہ ہر شخص کی کٹری نگرانی کر رہے تھے انھیں دیکھتے ہی ایک انسپکٹر انکی گاڑی کی طرف آیا تھا۔

”ابھی تک اس مکان سے کوئی بھی نہیں نکلا سر۔“ انسپکٹر نے انکی گاڑی کے پاس پہنچ کر سلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں یقین ہے۔؟“ گر جانند کے بولنے سے پہلے ہی مقامی خفیہ پولیس کا چیف بول پڑا انسپکٹر نے ثبات میں سر ہلایا تھا۔

”لیں سر۔ میں چونکہ وردی میں ہوں اس لئے سامنے والے اسٹور سے اس مکان کی نگرانی کرتا رہا ہوں۔“ انسپکٹر نے بتایا۔

”کوئی عقبی راستہ۔؟“ گر جانند نے پوچھا۔

”جی نہیں کوئی اور راستہ مکان سے باہر آنے کا نہیں ہے۔“

”اس مکان میں کل کتنے افراد ہیں۔؟“ گر جانند نے پوچھا۔

”میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس کال گرل کے ماں باپ اور چھوٹے بہن بھائیوں کے علاوہ اس مکان میں کوئی اور نہیں رہتا۔“

”ہو نہر۔“ گر جانند نے ہنکارا بھرا۔

”تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔؟“ چیف نے پوچھا۔

”بیس آدمی جناب۔“ انسپکٹر نے چیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”گھبرا تنگ کرنے ہوئے مکان میں گھس ٹرو۔“ چیف نے کہا اور جو بھی ملے

اسے گرفتار کر کے باہر لے آؤ۔“

”جی۔؟ الشیطان نے اپنے حریف کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

”جیسا کہہ رہے ہیں کرو۔“ مقامی خفیہ پولیس کے چیف نے کہا۔

”ہیں سر۔“ الشیخ نے کہا اور واپس یٹ گیا۔

”کیا ہم بھی چلیں۔؟ مقامی خفیہ پولیس کے چیف نے کہا۔

”نہیں ان لوگوں کو آپریشن کرنے دو۔“

”جو حکم خباب۔۔“ مقامی خفیہ پولیس کے چیف نے کہا۔

”چیف وہ خطرناک لوگ۔۔۔“ گر جاندر نے کہنا چاہا۔

، اسی لئے میں نے ان لوگوں کو مکان میں گھسنے کے لئے کہا ہے۔۔۔ جیف نے بات کاٹ

کہہا کوئی اونچے نیچے ہوتی تو ہم سینہا لیں گے۔“

گر جانند صرف اثبات میں مسہلہ کر رہ گاتھا۔

عمران کو لغا پولیس ہیڈ کوارٹر کے سامنے والے ہوٹل میں بیٹھا ہوا کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ پھر رہا تھا کبھی کبھی وہ نگاہ اٹھا کر پولیس ہیڈ کوارٹر کی جانب بھی دیکھ لیتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر کا دروازہ اسکی نگاہوں کے سامنے ہی تھا۔

عمران جس مقصد سے وہاں بیٹھا تھا وہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہوا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ چلنے اسے اور کتنی دیر یہاں بیٹھا پڑے یہ تو اسے معلوم ہی تھا کہ اگر جانبدار سکیڑ سروس کا چیف وغیرہ اسکی نادرن ٹی میں موجودگی محسوس کر کے وہاں پہنچ چکے ہیں لیکن وہ یہاں

میکس ویل کے لئے آیا تھا اور اسے ایسا بھی کہ میکس ویل یہیں پر ہوگا۔

وہ لوگ یوشی کی موت کے بعد اسے مارن سٹی بھیجی تھیں لے جاسکتے تھے لہذا اسکے لئے یہ بہترین موقع تھا کہ وہ میکس ویل کا پتہ لگا کر اسے ٹھکانے لگا دیتا اس طرح اسکے ملک سے چراتی جانے والے اسکے ملک کے سیکرٹ ایجنٹوں کے نام و پتوں کی فہرستوں کا مسئلہ ختم ہو جاتا اور دوسرے ملکوں میں اسکے ملک کے ایجنٹوں کی زندگیوں محفوظ ہو جاتیں۔

میکس ویل کا پتہ لگانے کے لئے اسنے یہ پروگرام ترتیب دیا تھا کہ جیسے ہی کوئی ذمے دار آفیسر سے ہیڈ کوارٹر سے نکلتا نظر آتے وہ اسے اغوا کر کے میکس ویل کے بارے میں پوچھ گچھ کرے اور میکس ویل کا پتہ معلوم کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دے۔

اسی لئے وہ اس ہوٹل میں کسی ذمے دار آفیسر کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا۔ وقت تیز سے گزرتا رہا۔

پھر ٹھیک اس وقت جبکہ وہ چھپے کیپ کی کافی حلق سے اتار رہا تھا اسے ہیڈ کوارٹر کے دروازے پر ایک اہم آدمی نظر آیا اس آدمی کو وہ گرجا کے ساتھ دیکھ چکا تھا اور، یقیناً یہ اسکے مطلب کا آدمی تھا۔

عمران نے پھرتی سے کافی ختم کی اور بل ادا کر کے اٹھ گیا وہ آدمی سول لباس میں تھا۔ اور پیل ہی ایک طرف جا رہا تھا۔

جب تک عمران اسکے نزدیک پہنچا وہ ایک کار کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ چکا تھا لیکن اس سے پہلے کہ گاڑی حرکت میں آتی عمران نے ڈرائیونگ سیٹ کے برابر کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

۱۔ ملاحظہ کیجئے اس ناول کے پہلے حصے مڈرناٹ حصہ اول۔ حبیب شیطان حصہ دوم

”کون ہو تم۔“ وہ آفیسر غریبا تھا ساتھ ہی اس نے ریوا اور نکالنے کی کوشش بھی کی تھی مگر اسے ریوا اور نکالنے سے پہلے ہی عمران کا ریوا اور نکل آیا تھا۔
 ”گاڑی آگے بڑھاؤ اور میرے احکامات پر عمل کرتے رہو۔“ عمران نے خاموش،
 ریوا اور کی نال اسکی پسلی میں گھسیٹتے ہوئے کہا۔
 ”نہ کروں تو۔“ وہ غرایا۔

”میرا ریوا اور شور نہیں جاتا تم یہ دیکھ ہی چکے ہو۔“ عمران نے سر دلچے میں کہا۔ حکم کی تعمیل نہ کرنے پر میں تمہیں گولی مار کر گاڑی سے نکل جاؤں گا اور جب تک کسی کو تمہارا رحم موت کی خبر ہوگی میں گولہ فاشی کے دوسرے کنارے پر ہوں گا۔“
 ”ہو نہ۔“ اس کے منہ سے نکلا آنکھوں میں تشویش کی جھلک ابھری تھی وہ پھر بولا۔
 ”تم ہو کون اور کیا چاہتے ہو۔“

”جلدی کیا ہے تیار دوں گا۔“ عمران نے اسی طرح سر دلچے میں کہا۔ گاڑی آگے بڑھاؤ اور آگے سے گھما کر شیرٹن ہوٹل کی طرف لے چلو۔“
 ”مگر کیوں۔“ وہ پھر بولا اس کا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے موقع ملتے ہی وہ اس چھپٹ پڑے گا اور عمران کو توڑ موڑ کر رکھ دے گا۔“
 ”اب اگر تم نے کیا کیوں کیا تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔“ عمران غرا کر بولا چلو گاڑی آگے بڑھاؤ اور اسے شیرٹن ہوٹل کی جانب لے چلو۔“

”ہو نہ۔“ وہ غرایا اور گاڑی آگے بڑھا دی عمران اسکی جانب سے پوری طرح سے چوکنا تھا۔
 اور کوئی ایسا موقع اسے نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ عمران کے لئے کوئی الجھن کھڑی کر سکتا یا عمران کچھ گرفت سے نکل سکتا۔

شیرین ہٹل سے کچھ آگے جا کر آبادی ختم ہو جاتی تھی عمران نے ایک جگہ گاڑی رکوا دی اور ریو اور کی مال اسکی پسلیوں میں گڑو تے ہوئے بولا۔

گر جاننا اور سکیڑٹ سروس کا چیف کہاں ہیں۔؟

مجھے نہیں معلوم۔؟ اسنے بے خوفی سے کہا عمران نے دیکھا گاڑی کے سارے شیشے سر ہواؤں کی وجہ سے چڑھے ہوئے تھے اسلئے اس بات کا امکان بہت کم تھا کہ کوئی آواز باہر سنی جاسکتی لہذا اس نے جیب سے چھوٹا سا چاقو نکال کر کھولا اور سر دھبے میں بولا۔

”میں دو ٹوک اور صحیح جواب چاہتا ہوں جھوٹ بولو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔“

”میں صحیح کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ گر جاننا وغیرہ کہاں گئے ہیں۔“

”ہو نہ ہو۔“ عمران غرایا اور چاقو پوری قوت سے اسکے شانے میں اتار دیا چھانچ کا چاقو رستے تک شانے میں اتر گیا تھا اسکے حلق سے بڑی ہیانک چیخ نکلی تھی وہ مچھلی کی طرح سے تڑپا تھا اور ہاتھ لے ساختہ زخم پر پہنچ گیا تھا جہاں اتنا چاقو پیوست تھا۔

جلدی بتاؤ۔۔ عمران غرایا پھر اسنے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے شانے میں پیوست چاقو کو حرکت دی اور اسکے کھلے ہوئے منہ سے چیخ نکل گئی۔

”بتاتا ہوں۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ گرین ویلج گئے تھے اور اب نادر ن سٹی میں ہیں۔“

وہ کراہتے ہوئے بولا اسکی ساری اکڑفوں غائب ہو چکی تھی۔

”اب یہاں کون کون ہے۔؟ عمران غرایا۔“

”دوسرے آفیسر موجود ہیں۔“ اسنے کراہ کر کہا۔

”میلر اشارہ سکیڑٹ سروس والوں کی طرف ہے۔ چیف کے ساتھ ٹین شوٹر آتا تھا اور اسکے دو ایجنٹ جوشی اور میکس ویل یہاں پہلے سے تھے اب کہاں ہیں۔؟“

جوشی آگ میں جل کر مر گیا۔ کیا تمہیں نہیں پتہ۔؟
 نہیں۔۔۔ عمران نے انجان بننے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔
 ریٹن شوٹران لوگوں کے ساتھ کیا ہے صرف میکس ویل یہاں موجود ہے۔۔۔
 وہ کس جگہ مل سکے گا۔؟
 میں اسے ہیڈ کوارٹر میں چھوڑ کر آیا تھا اور وہ وہاں کسی لڑکی کا انتظار کر رہا تھا۔ آتے
 کراہتے ہوئے بتایا۔ اسکے بعد ان کا پروگرام ہوٹل نادرن جانے کا تھا۔۔۔
 یہ کس طرف ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔
 پولیس ہیڈ کوارٹر کی پشت پر اسٹریٹ تھریٹن پر۔۔۔
 کیا میکس ویل وہیں ٹھہرا ہوا ہے۔۔۔
 ہاں۔۔۔ اسنے اثبات میں سر ملایا وہ کہہ کر اسکے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔
 اسکے ساتھ سامان بھی ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔
 نہیں صرف ایک بیگ ہے جس میں دو چار چوڑی کپڑے ہیں۔ اسنے بتایا۔ بقیہ سامان
 جوشی کے ساتھ ہی جل جلا گیا تھا۔۔۔
 گڈ۔۔۔ عمران نے کہا۔ میکس ویل کے پاس کچھ کاغذات تھے تباہ ہو کر وہ اب بچو
 اسکے پاس ہیں یا نہیں اور یہ کہ ان کے بارے میں کس کس کو اسنے بتایا ہے۔؟
 شاید کسی کو بھی اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔۔۔
 ہم۔۔۔ عمران نے سر ملایا اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا اور اب وہ اسکے لئے بیکار تھا
 لہذا اسنے ریوالور والے ہاتھ کو ذرا سی جنبش دی اور ٹرائیگر دبا دیا گولی لپلیوں سے گھس کر
 دل چیرتی ہوئی دوسری طرف سے پار نکل گئی تھی اسے ایک ٹھنکا سا لگا اور وہ منہ سے

اکواڑ نکالے بغیر ہی اسٹیرنگ پراوند لگ گیا۔

عمران نے ریوا اور کی نال اسکے لباس سے صاف کی اور کار سے اتر آیا ہاتھوں میں باریک دستا تھے اس لئے فنگر پرنٹس رہ جانے کا کوئی امکان نہیں تھا کار سے اتر کر اس نے جاترہ لیا اس پس کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا وہ آہستہ آہستہ ایک جانب ٹرے لگا آبادی شروع ہوتے ہی اسے ٹیکسی نظر آگئی تھی۔

وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھا اور اس سے پہلے کہ ٹیکسی حرکت میں آتی وہ اس میں بیٹھ گیا اسکے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھائی اور میٹر ڈاؤن کر دیا۔

”اسٹریٹ ٹھہرین چلو۔“ عمران نے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلادیا عمران کھڑکی سے باہر دیکھ کر راستہ ذہن نشین کر رہا تھا۔

اسٹریٹ ٹھہرین پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور کریا لہا کر کے اتر گیا جب ٹیکسی آگے بڑھ کر موڑ مڑتی تو وہ بھی آگے بڑھا ایک غزلنگ کے قافلے پر پھول فاران نظر آ رہا تھا اسکا بڑا سا بورڈ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔

فاران کا ڈرائیونگ ہال بھرا ہوا تھا عمران نے کاؤنٹر پر ایک اسٹول پر بیٹھتے ہوئے ہال کا جائزہ لیا اور مالویسی سے سر ہلادیا میکس ویل وہاں موجود نہیں تھا۔

”کس کی تلاش ہے سر۔“ دفعتاً کاؤنٹر کلرک نے کہا۔ میں مدد کر دوں۔ ۹۔

”اوہ شکریہ۔“ عمران نے کہا۔ مجھے مسٹر میکس ویل سے تلاش ہے۔“

”میکس ویل۔“ کاؤنٹر کلرک نے دہرایا۔

”ہاں اور وہ ٹھہرے ہوئے بھی یہاں پر ہی ہیں۔“ عمران نے کہا مجھے ایک کام کیلئے کہا

تھا اور اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔“

اودہ سمجھا۔ ”کاؤنٹر کلرک نے کہا۔ وہ پولیس سے جو تعلق رکھتے ہیں وہی نا۔“

”ہاں۔“ عمران نے آہستہ میں سر ہلادیا۔

”اودہ اوپر اپنے کمرے میں ہیں۔“ کاؤنٹر کلرک نے بتایا ابھی ایک لڑکی کے ساتھ آکر اوپر

گئے ہیں اگر تم بھی کسی لڑکی کو لاتے ہو تو مایوسی ہوگی۔“

”پر واہ نہیں وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔“ عمران نے کہا۔ دوسرے بھی کام چلا لیں گے۔“

”اودہ۔“ کلرک ہنستے نکاح عمران نے اس سے میکس ویل کے کمرے کا نمبر پوچھا اور ریفلٹ

کی طرف بڑھ گیا دوسری منزل پر پہنچ کر اس نے کمروں کے نمبر دیکھے پھر میکس ویل کے کمرے کے سامنے رک گیا اور آہستگی سے دستک دی۔

”کون ہے۔“ فوراً ہی اندر سے میکس ویل کی آواز سنائی دی۔

”ویٹر جناب۔“ عمران نے لہجہ بدل کر کہا ساتھ ہی خاموش ریو اور بھی نکال کر اپنے

ہاتھ کی گرفت میں دے لیا تھا دروازے کے دوسری جانب سے بڑبڑانے کی آواز آتی پھر ایک جھبکے

سے دروازہ کھلا دروازہ کھولنے والا میکس ویل ہی تھا اس سے پہلے کہ وہ ویٹر کی جگہ عمران

کو دیکھ کر چونکنا عمران کا گھونسا اس کے منہ پر پڑا۔

جیسے ہی وہ لڑکھڑا کر تیجھے ٹہا عمران پھرتی سے اندر داخل ہوا اور بڑی تیزی سے

دروازہ بند کر کے اپنی جگہ سے ہٹ گیا فوراً ہی اس پر جست لگائے والا میکس ویل زور

دار آواز کے ساتھ دروازے سے ٹکرایا اور گر پڑا۔

بچے گرتے ہی عمران کے بوٹ کی ٹھوکرا اسکے جیڑے پر پڑی اور وہ بری طرح فرش

پر لوٹنے لگا دونوں ہاتھوں سے اسے جیڑا دبا رکھا تھا رفتاً ایک انسوانی چیخ سنائی دی اور

عمران چونک پڑا اسنے پلٹ کر دیکھا اندرونی دروازے پر ایک لڑکی کھڑی تھی پھر اس نے

چینیئے کے لئے منہ کھولایا تھا کہ عمران نے ٹرا سیگر دبا دیا۔

سٹ کی آواز ہوتی اور وہ لڑکی آواز نکالے بغیر ہی اوندھے منہ فرش پر گر پڑی گولا اسکے دل پر لگی تھی اور اسے آواز نکالنے کی سہلت بھی نہیں ملی تھی عمران نے فرش پر لوٹتے ہوئے میکس ویل کے ٹھوکر لگاتے ہوئے کہا۔

”کھڑے ہو جاؤ ورنہ تمہیں بھی گولی مار دوں گا میکس ویل۔“

”میں کھڑے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“ میکس ویل دونوں ہاتھوں سے جھڑباتے کھڑے ہوتے ہوئے خوشخوار لہجے میں بولا۔

”شرفیت سے کرسی پر بیٹھ کر میرے سوالوں کے جواب دیدو میکس ویل ورنہ یاد رکھو اس لڑکی کی طرح تمہاری لاش بھی یہاں پڑی ہوتی ہوگی۔“

”کیا۔؟ وہ تیری سے اندرونی کمرے کی طرف مڑا اور لڑکی کی لاش دیکھتے ہی اسے جھٹکا سا لگا تھا اور چہرے پر زردی کھنڈ گئی تھی۔

”تت۔۔۔ تم کون ہو۔۔۔ میکس ویل نے پوچھا۔

”اب بھی نہیں سمجھے۔“ عمران غرایا۔ مجھے دہ کا مذاک چاہتے ہیں جو تمہیں ڈاکٹر ہاؤس کے ملک نے ڈی کوڈ کر نیکی لئے روانہ کئے تھے۔“

”تم۔ تم عمران ہو۔؟ اسنے دہشت زدہ لہجے میں پوچھا۔

”بہت دیر میں پہچانا ہے میکس ویل۔“ عمران سرد لہجے میں بولا۔

”مگر تم تو گرین ویلج چلے گئے تھے۔؟“

”چلا گیا تھا مگر اب پھر تمہارے سامنے ہوں۔“ عمران غرایا میرے پاس وقت کم ہے

اگر زندگی چاہتے ہو تو جلدی جلدی اور صحیح جواب دیتے چلے جاؤ۔“

کاغذاتِ پوشی کے ساتھ ہی جل گئے ہیں۔ میکس ویل نے بتایا۔

مجھے معلوم ہے۔ عمران نے کہا۔ میں ان کاغذات کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جو ڈی کوڈ کر کے تم نے رکھے ہوتے ہیں اور اپنے چیف کو سر پرانہ کرنا چاہتے ہو۔۔۔
تمہیں کس نے بتایا۔ وہ چونک کر بولا۔

فرشتوں نے۔ عمران غرا کر بولا۔ کاغذات کہاں ہیں۔ ۹۔

مجھے نہیں پتہ میرے پاس کوئی کاغذ نہیں ہے۔

ہونہ۔ عمران غرا اور اپنا دی جاؤ کھول لیا جس سے کچھ دیر پہلے بھی کام لے چکا تھا پھر اسے آگے بڑھ کر ریو اور کی مال اسکی کینٹی پر رکھ دی اور چاقو کی نوک اسے حلق پر رکھ کر دباتے ہوئے سرد اور سفاک لہجے میں بولا۔
تین تک گنتی گنوں کا اسے بعد شہرہ رگ کاٹ دوں گامسٹر میکس ویل اگر زندگی چاہتے ہو تو زبان کھول دو۔

کاغذات میرے پاس نہیں ہیں۔ میکس ویل نے کہا اور عمران نے چاقو والے ہاتھ کو ذرا سی حرکت دی دوسرے ہی لمحے اسکی شہرہ رگ سے خون کی بوندیں ٹپکتے لگیں تیرہا چاقو نے شہرہ رگ کا ذرا سا حصہ کاٹ ڈالا تھا میکس ویل کے منہ سے کراہ نکلی اور اسے جبرطوں کو پوری قوت سے بھیجے لیا۔ آنکھوں میں خون آ رہا تھا۔

ہاں شروع ہو جاؤ۔ عمران غرا یا لہجہ اب بھی سرد اور سفاک تھا۔

کاغذات کوئی نہیں میں کچھ لوٹ میری ڈائری میں ہیں۔ میکس ویل نے بتایا وہ اپنی ساتھی لڑکی کی موت اور اپنی شہرہ رگ کٹنے سے زروس ہو کر رہ گیا تھا اور اسکی ساری خود اعتمادی ریت کے گھر وندے کی طرح بکھر کر رہ گئی تھی۔

”ڈائری کہاں ہے۔؟ عمران غرایا۔

”میری اندر پہنسی ہوئی جیکٹ کی جیب میں۔“

”ہو نہ۔“ عمران نے چاقو اسکی شہرہ رگ سے ٹہکا کر اسکے لباس سے صاف کر کے منہ سے پکڑا اور اسکے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا چند لمحوں بعد ڈائری عمران کے قبضے میں تھی اسنے ڈائری کو ایک ہاتھ سے کھول کر دکھی پھر یہ اطمینان کر سکیے کہ اسی ڈائری میں انجیلوں کی فہرست کے نام و پتے ڈی کوڈ کتے ہوئے لکھے ہیں اسنے ڈائری جلتے ہوئے آتشزدان میں ڈال دی اور چاقو ہاتھ میں لیتے ہوئے لولا۔

”اب اور کون کون اس بارے میں جانتا ہے۔؟“

”صرف میں۔ کیونکہ جیو میٹر چکا ہے۔“

”تمہارا چیف ڈی کوڈ کتے ہوئے نام پتے سے آگاہ نہیں ہے۔؟“

”میں نے اسے صرف خوشخبری سنائی تھی کہ فہرستیں ڈی کوڈ ہو گئی ہیں نام و پتے نہیں بتاتے

تھے کیونکہ اسکا موقع نہیں مل سکا تھا۔“

”گڈ۔“ عمران نے کہا۔ گرجا تہہ تمہارا چیف اور دوسرے لوگ نادرن ٹی کیوں گئے ہیں۔“

”تمہارے اور ڈاکٹر مارس کے بارے میں یہی معلوم ہوا تھا کہ تم لوگ گرین ویلیج کے

تھانے کے علیے کو ختم کر کے نادرن ٹی گئے ہو اسلئے وہ وہاں گئے ہیں۔“

”ڈاکٹر مارس نے تمہیں کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔؟“

”نہیں۔ وہ بھی اب دشمنوں کی فہرست میں شامل ہو چکا ہے۔ میکس ویل نے بتایا۔

عمران چند لمحوں سوچا رہا پھر اسنے میکس ویل کی کینیڈا پر زل رکھی اور ٹرانسجیکٹ دیا دیا میکس ویل کتا فٹ ادھر اچھلا تھا پھر فریش پر گر کر تشر پنے لگا۔

عمران آتش دان کی طرف بڑھا اور کتی جلتی ہوئی لکڑیاں اٹھاتیں پھر ایک لکڑی مسہری پر ایک میسر اور اس پر رکھے خیالات پر ڈال دی پھر دو لکڑیاں اسے میکس ویل کے پاس قالین پر ملائیں اور آتش دان کے پاس سے تیل کا بھر ہوا ڈبرہ اٹھا کر میکس ویل کی لاش اور اس کے پاس کی جگہوں پر تیل چھڑکا اور کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا اسکے عقب میں کمرے میں شعلے ہی شعلے تھے۔

باہر نکل کر اسے لفٹ کار اسٹیشن کے لئے ٹیکسی کچڑی تھی پھر جیب وہ ٹیکسی سے لفٹ کار اسٹیشن پر اترا تو پوچھنے لگی تھی اور اس سمت حسب طرف ہوٹل فاران تھا آگ کی سرفی نظر آ رہی تھی عمران نے ٹکٹ لیا اور لفٹ میں کی طرف بڑھا۔ لفٹ کار کے چلنے میں پانچ منٹ تھے عمران کچھ سوچ کر بیٹا اور فون کی طرف بڑھ گیا۔

چند منٹ بعد وہ نادر نٹی کے بیٹا آفس میں ڈیوٹی کارک کو گولفا کے ڈیوٹی آفسیر کی مشیت سے اطلاع دے رہا تھا کہ میکس ویل کو یہاں مار ڈالا گیا ہے اور ہوٹل کو آگ لگادی گئی ہے۔ عمران اور اسکے کچھ ساتھی کچڑے جاچے ہیں لہذا اگر جانند وغیرہ فوراً گولفا پہنچیں پیغام دیکر اسے میکس ویل کے بارے میں مقامی پولیس میں بیٹا آفسن کو اطلاع دی اور رابطہ منقطع کر کے لفٹ کار میں آ بیٹھا اسکے بیٹھنے کے دو منٹ بعد لفٹ کار حرکت میں آگئی اور عمران کے حلق سے اطمینان بھر اسانس نکل گیا۔

اسنے دونوں جگہ بلا دی فون نہیں کیا تھا وہ نادر نٹی سے گری جانند وغیرہ کو بھانا چاہتا تھا تاکہ آسانی سے وہاں سے دارالحکومت اور دارالحکومت سے اپنے ایک دوست ملک کیلئے پرواز کر سکے اور اسے امید تھی کہ میکس ویل کی خیر ملتے ہی گری جانند یہاں بیٹا کو اثر کال کر کے تصدیق کرتا اور جب اسے پتہ چلتا کہ خبر صحیح ہے تو وہ ایک لمحہ ضائع کرتے بغیر،

گو نفاٹھی کی طرف دوڑ پڑتے اور اس کا مقصد حل ہو جاتا۔ اس نے دو رلفٹ کار سے باہر پھیلے ہوئے
اندھیرے میں نگاہیں گاڑ دیں۔

عمران جیسے ہی نادرن ٹی کے رلفٹ کار اسٹیشن سے باہر نکلا چونک پڑا اس کی جانب سے ایک
صفدر نکل کر سامنے آ گیا تھا عمران نے اسے دیکھا اور پلکیں جھپکا کر رہ گیا۔
اس طرف جناب۔ ” صفدر نے کہا اور وہ ایک کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اسٹیرنگ پر
صفدر ہی بیٹھا تھا عمران اس کے برابر ہی بیٹھ گیا۔

”یا وحشت۔؟ عمران ٹیر پڑا تھا۔

گر ٹیلا کے مکان پر پولیس نے چھاپہ مارا تھا جناب مگر ہمیں پہلے سے اندازہ ہو گیا تھا
کیونکہ خفیہ پولیس کے جو آدمی نگرانی کر رہے تھے گریٹان میں سے ایک دو کو جانتی تھی اور
اسنے ہمیں بتا دیا تھا بس ہم اس کے مکان کی چھت سے دوسرے مکان میں اترے اور اس کے
زیرینے سے اتر کر وہاں سے نکل آتے۔

اب کہاں ہو۔؟ عمران نے پوچھا۔

”ہمیں سب سے زیادہ محفوظ جگہ ایئر پورٹ ہی لگا تھا جناب۔“ صفدر کہہ رہا
تھا اس لئے ہم ایک انٹرنیشنل فلائٹ کا ٹکٹ لیکر جہاز کا انتظار کرنے والوں میں شامل
ہو گئے ہیں اور اس وقت سب وہیں پر آپ کے منتظر ہیں۔“
”وہ فلائٹ کہاں تک جاتی ہے۔؟“

ہانگ کانگ ہوتی ہوتی..... صفر نے کہا چاہا۔

”بس بس۔“ عمران نے کہا۔ کافی ہے اب ہانگ کانگ ہی ہماری منزل ہے جہاں کب آئے

گا۔“ ۶

بیس منٹ ہیں فلائٹ میں۔“ صفر نے بتایا وہ ایئر پورٹ پہنچ چکے تھے صفر نے
کار پارکنگ میں کھڑی کی اور لاؤنچ کی طرف بڑھ گئے بیس منٹ بعد وہ لفٹ ہنسا کے
آرامدہ طیارے میں ہانگ کانگ کی طرف پرواز کر رہے تھے اور عمران سوچ رہا تھا کہ اکی
یہ ہم بھی کامیابی سے پہنچنا ہو چکی ہے اور انجینوں کی فہرستوں کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے لہذا وہ
ہانگ کانگ سے اپنے ملک کے لئے پرواز کر سکتے ہیں۔

”ختم شد۔“

ہمارا اگلا ناول عمران سیریز

انفارم

مصنف:- ایس پے قریشی

ہوگا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com